ہفت روزہ

ترجمان اسلام

لاہور

نگران اعلیٰ

مولانا مفتی محمود

1/8 ۱۵

کل پاکستان نظام شریعۃ کنونشن

کی تاریخوں میں بعض انتظامی وجوہ کی بناپر تبدیلی کر دی گئی ہے — اب کنونشن صرف ایک ہفتہ کی تاخیر کے ساتھ ۲۵ ۲۶ / اکتوبر بروز ہفتہ اتوار شیرانوالہ باغ گوجرانوالہ میں منعقد ہو رہا ہے۔ باقی پروگرام میں کوئی تبدیلی نہیں کی گئی۔ تمام کارکن پروگرام کے مطابق کنونشن میں شریک ہوں —

منجانب :- (مولانا) عبیداللہ انور، صدر مجلس استقبالیہ

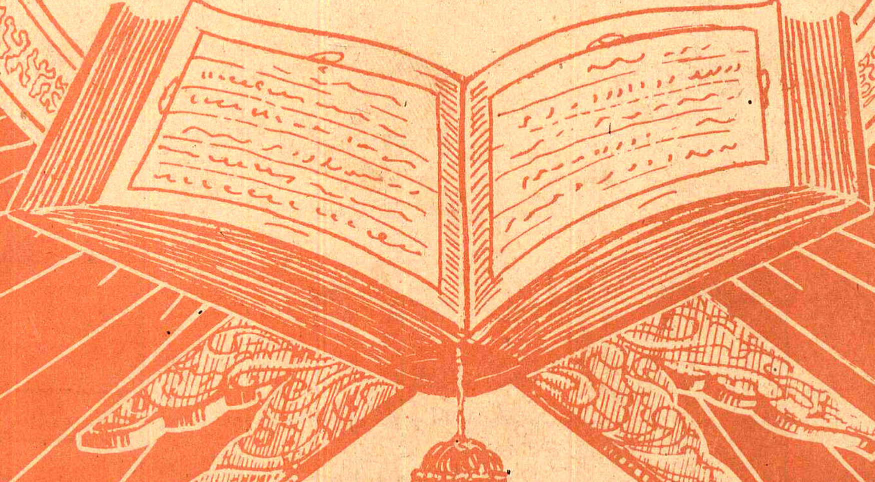

لہکتے چلو گنگناتے چلو

نظام شریعۃ کنونشن کیلئے !

دیئے عظمتوں کے جلاتے چلو   مصائب سہو، مسکراتے چلو
قدم حوصلے سے بڑھاتے چلو   شریعت کا پرچم اڑاتے چلو
نہ گھبراؤ باطل سے، مٹ جائیگا   اگر حق سے الجھا تو پٹ جائیگا
اکڑتے چلو، دندناتے چلو   شریعت کا پرچم اڑاتے چلو

اگر حق کے رستے میں موت آئیگی   چلو عاقبت تو سنور جائے گی
لہکتے چلو، گنگناتے چلو   شریعت کا پرچم اڑاتے چلو
بگولوں کی جولانیاں ساتھ لو   سمندر کی طغیانیاں ساتھ لو
جو حائل ہوں رہ میں بہاتے چلو   شریعت کا پرچم اڑاتے چلو

اٹھو موج در موج آگے بڑھو   چلو فوج در فوج آگے بڑھو
عزمیت کے جوہر دکھاتے چلو   شریعت کا پرچم اڑاتے چلو
بڑھو غلبہ حق کا جذبہ لیے   زبانوں پہ نعرے ہوں توحید کے
صنم خانے باطل کے ڈھاتے چلو   شریعت کا پرچم اڑاتے چلو

فروزاں اگر نارِ نمرود ہے   تو عزم خلیل اب بھی موجود ہے
یہ ظالم کو کھل کر بتاتے چلو   شریعت کا پرچم اڑاتے چلو
سنو حق پرستو! امین کا پیام   جلا ڈالو باطل کے خرمن تمام
نگاہوں سے بجلی گراتے چلو   شریعت کا پرچم اڑاتے چلو

سید امین گیلانی

ہفت روزہ
ترجمان اسلام
لاہور

جلد نمبر ۱۸ شمارہ نمبر ۴۰

جمعۃ المبارک ۱۷ اکتوبر ۱۹۷۵ء ۱۱ شوال

سرپرست
مولانا عبید اللہ انور

رئیس الادارہ
اکرام القادری

مجلس ادارت
مولانا سعید احمد رائے پوری
سید مطلوب علی زیدی
عمیر الہاشمی

★★

بدل اشتراک
سالانہ ۳۸ روپے
ششماہی ۱۹ روپے
سہ ماہی ۹/۵۰ روپے
فی پرچہ: ۷۵ پیسے

اداریہ **اکرام القادری**

"حلقہ نمبر ۶"

آج کل لاہور کا حلقہ نمبر ۶ گہماگہمی اور شوراشوری کا مرکز بنا ہوا ہے۔ اس حلقہ میں جتنے امیدوار میدان میں اترے ہوئے ہیں ان سب کا دعویٰ یہ ہے کہ وہ اسلام، جمہوریت اور عوام کی خاطر لڑ رہے ہیں۔

جلسے منعقد کیے جا رہے ہیں، تقریبات کا اہتمام ہو رہا ہے۔ دفاتر کا افتتاح کیا جا رہا ہے اور اجلاس بلائے جا رہے ہیں۔ مقررین حضرات دھواں دھار اور برق بار تقریریں کر رہے ہیں۔ ہر مقرر یہ پوشیدہ خواہش لے کر اسٹیج پر نمودار ہو رہا ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ ووٹ اپنے امیدوار کے حق میں حاصل کر سکے یا نہ، زیادہ سے زیادہ نعرے اور داد کے ڈونگرے ضرور وصول کر لے۔

نعرہ ہائے تحسین و ستائش وصول کرنے کا سب سے زیادہ جو آسان راستہ ان خطبائے ملک و ملت نے تلاش کیا ہے وہ اپنے مخالف امیدوار کو دل کھول کر جدید و قدیم گالیاں دینا، الزام لگانا، اتہامات تراشنا اور اس کے سابقہ و موجودہ کردار سے متعلق گفتنی و ناگفتنی قسم کے واقعات تراشنا یا بیان کرنا ہے۔

اس سلسلے میں پیپلز پارٹی کے مرکزی و صوبائی وزراء کی کھیپ جو کارہائے گرانقدر سرانجام دے رہی ہے۔ وہ اخبارات کی وساطت سے قارئین کی ضیافتِ طبع کا سبب بن رہے ہیں۔ محسوس ایسا ہوتا ہے کہ شاید نئے اور پرانے مرکزی و صوبائی وزراء کرام کی یہ ڈار درشت گفتار حلقہ ۶ کو ہی وزارتی ذمہ داریوں کی تکمیل کا ذریعہ سمجھ رہی ہے۔

ہر وزیر قلمدان وزارت توڑ کر اور کاروبار وزارت ٹھپ کر کے "غریبوں کے" سچے اور مخلص ہمدرد و جانثار جناب شیر محمد بھٹی کو پنجاب اسمبلی کا رکن بنانے پر تُلا ہوا ہے۔

حالت یہ ہے کہ دادائے سوشلزم سے لے کر پوتائے سوشلزم تک لنگر لنگوٹے کس کر میدان کارزار میں اترے ہوئے ہیں۔

وہ نامی گرامی وزراء جن کے افراد محکمہ بھی ان کی صورت دیکھنے کو ترستے تھے۔ آج گلی گلی، کوچہ کوچہ محلہ محلہ، مکان مکان اور دکان دکان مارے مارے پھر رہے ہیں۔ ہیلی کاپٹروں کے ذریعہ سیلاب زدہ علاقوں کا دورہ کرنے والے وزیر اعلیٰ بھی پیدل چل کر بنفسِ نفیس غریبوں کی "خدمت" میں "حاضر" ہو رہے ہیں۔ حلقہ ۶ کے جھگی نشینوں اور بے آسرا مکینوں کو انواع و اقسام کی خوش خبریاں سنائی جا رہی ہیں۔ مالکانہ حقوق دیئے جانے کے وعدے کیے جا رہے ہیں اور سب سے بڑی اور اہم بات جو متحدہ قوت اور بیک آواز و لہجہ کہی جا رہی ہے وہ یہ ہے کہ اگر خدانخواستہ شیر محمد بھٹی کامیاب نہ ہوئے تو ملک ٹوٹ جائے گا اور اسلام خطرے میں پڑ جائے گا۔!

کہا یہ جا رہا ہے کہ شیر محمد بھٹی کو کامیاب کرا کر اگر "قائدِ عوام" اور "فخر ایشیا" کے ہاتھ مضبوط نہ کیے گئے تو "ملک کی سالمیت" خطرے میں پڑ جائے گی اور "جمہوریت کے فروغ" کی جو جانکاہ کوششیں اس وقت "فخر ایشیا" کی قیادت میں موجودہ حکومت کر رہی ہے سبوتاژ ہو جائیں گی۔

قیوم خان بھی اپنے "مضبوط مرکز" کا پرانا راگ نئے سُروں میں گانے کی سرتوڑ کوشش کر رہے ہیں اور جان توڑ کوشش کا ارادہ لے کر پنجاب کے دورے پر نکل رہے ہیں۔

باقی صہ ۲۳ پر

پونیئر پریس میں چھپا اور مولانا عبید اللہ انور نے شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع کیا

نظامِ شریعۃ کنونشن کا تفصیلی پروگرام

۱ ۲۳/ اکتوبر ۵۸۶ء بروز جمعرات صبح ۹½ بجے مدرسہ انوار العلوم جامع مسجد شیرانوالہ باغ گوجرانوالہ میں مرکزی مجلس عاملہ (عہدہ داروں) کا اجلاس منعقد ہوگا۔ کنونشن کے پروگرام، انتظامات اور جماعتی لائحہ عمل پر غور کیا جائے گا مولانا محمد عبداللہ درخواستی دامت برکاتہم اجلاس کی صدارت فرمائیں گے ———

۲ ۲۴/ اکتوبر کو حضرت درخواستی دامت برکاتہم جامع مسجد نور نزد گھنٹہ گھر گوجرانوالہ میں اور حضرت مولانا مفتی محمود دامت برکاتہم جامع مسجد اندرون شیرانوالہ گیٹ لاہور میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمائیں گے۔ مفتی صاحب نمازِ جمعہ کے بعد پریس کانفرنس میں کنونشن کے پروگرام کا اعلان فرمائیں گے

۳ ۲۵/ اکتوبر بروز ہفتہ صبح ۱۰ بجے مرکزی مجلسِ شوریٰ کا اجلاس مدرسہ انوار العلوم میں منعقد ہوگا جس میں مجلس عاملہ کی تجاویز اور ملک کی سیاسی صورت حال پر غور کیا جائے گا

۴ ۲۵/ اکتوبر بروز ہفتہ بعد نماز عصر نظام شریعت کنونشن کا افتتاحی اجلاس ہوگا۔ صدر استقبالیہ حضرۃ مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم خطبۂ استقبالیہ ارشاد فرمائیں گے

۵ کنونشن کی دوسری نشست ہفتہ کو بعد نمازِ عشاء، تیسری نشست اتوار کو صبح ۸ تا ۱۱ بجے، چوتھی نشست اتوار کو ظہر تا مغرب اور آخری نشست بصورت جلسۂ عام اتوار کو بعد نماز عشاء ہوگی۔ اسی دوران کسی وقت مرکزی مجلس عمومی کا اجلاس بھی ہوگا جس میں مجلس شوریٰ کے فیصلوں کی توثیق کی جائے گی۔

۶ تمام صوبوں اور اضلاع کو تفصیلی پروگرام کے سرکلر جاری کیے جاچکے ہیں اور ترجمان اسلام کی ایک سابقہ اشاعت میں بھی اعلان کیا جاچکا ہے۔ تمام مندوبین ان ہدایات کی پوری طرح پابندی کرتے ہوئے کنونشن میں شریک ہوں۔

۷ دوبارہ یاد دہانی کے لیے عرض ہے کہ مجلس استقبالیہ صرف ان حضرات کے قیام و طعام کی ذمہ داری قبول کریگی جنکی فہرستیں ضلعی جمعیتوں کیطرف سے ۲۰/ اکتوبر تک دفتر مجلس استقبالیہ نظام شریعۃ کنونشن مکی مسجد ڈیوڑھا پھاٹک گوجرانوالہ کو موصول ہوچکی ہونگی

۸ جمعیۃ کے استحکام اور ملک میں نظام شریعت کے نفاذ کے سلسلہ میں تجاویز بھی ۲۰/ اکتوبر تک دفتر استقبالیہ کو موصول ہوجانی چاہئیں تاکہ انہیں مرتب کر کے مجلس عاملہ کے اجلاس میں پیش کیا جاسکے

۹ قانونی رکاوٹ نہ ہونے کی صورت میں کنونشن شیرانوالہ باغ میں ورنہ متبادل جگہ میں ہوگا۔ متبادل جگہ کا اعلان بروقت کیا جائے گا۔ ۱۰۔ بیرونی مندوبین کی سہولت کیلیے ریلوے اسٹیشن، جنرل بس سٹینڈ شیخوپورہ چوک اور حافظ آباد روڈ پر استقبالیہ کیمپ لگائے جائیں گے۔ بیرونی وفود ان کیمپوں سے رابطہ قائم کریں وہاں سے انہیں جائے قیام گاہوں پر پہنچا دیا جائے گا

منجانب : (مولانا مفتی) عبدُ الواحِدؒ ـ ناظم اعلیٰ مجلس استقبالیہ

مشرق و مغرب کی سیاست

مُرسلہ: ڈاکٹر احمد حسین کمال

سیٹو کے مُردے کی آخری رُسومات

یہ بات تو دنیا جانتی ہے کہ جان فاسٹر ڈلس نے کمیونسٹ خطرے کو جنوب مشرقی ایشیا سے ختم کرنے کے لیے سیٹو نامی بلاک قائم کیا تھا۔ لیکن آج یہ بات بھی پوری طرح واضح ہو چکی ہے کہ جنوبی ویت نام کمبوڈیا اور لاؤس میں حریت پسندوں کی فتوحات سے ایشیا میں سیٹو کے وجود کا مقصد ہی فوت ہو گیا ہے یہ حقیقت سیٹو کے کرتا دھرتاؤں پر بھی واضح ہو چکی ہے اور یہ اسی کا نتیجہ ہے کہ اس جارحانہ تنظیم کے ہیڈ کوارٹر میں متعین بین الاقوامی عملہ ہفتے میں تین چار دن کی چھٹیاں مناتا ہے۔

ہند چینی کی قوتوں کی صفوں میں رونما ہونے والی تبدیلیوں نے سیٹو کے ایشیائی ممبروں کی سیاسی سوچ کا رخ پھیر دیا ہے اور وہ یہ محسوس کرنے لگے ہیں کہ اب سمندر پار کی سرپرستی کی جگہ حقیقی خود مختار خارجہ پالیسیوں کو اپنانے کا وقت آ گیا ہے اور ان پالیسیوں کی بنیاد مختلف سماجی نظاموں کی حامل جنوب مشرقی ایشیا کی پڑوسی مملکتوں کے ساتھ پرامن بقائے باہمی اور اقتصادی، ثقافتی باہمی تعاون کے سوا اور کسی پر نہیں ہو سکتی۔ بہرکیف ان پالیسیوں پر عمل درآمد کرنے کے لیے سیٹو کی لاش پر سے گزرنا ہوگا۔

منیلا اور بنکاک کے مابین گزشتہ جولائی میں ہونے والے تبادلۂ خیال سے یہ بات اور بھی واضح ہو گئی ہے کہ اس تاریخی اہمیت کے اقدام میں صرف چند ماہ کی دیر ہے۔ تھائی لینڈ اور فلپائن کے اعلامیے کی روشنی میں یہ حقیقت پوری طرح کھل کر سامنے آ گئی ہے کہ یہ دونوں ملک ابھی منیلا معاہدے کو، جو سیٹو کی قانونی اساس فراہم کرتا ہے، ابھی کالعدم قرار نہیں دینا چاہتے۔ لیکن وہ اس بات کے قائل ہو چکے ہیں کہ یہ بلاک اخراجات کے اعتبار سے بار بن چکا ہے۔ لہٰذا اس کو ختم کر دینا چاہیے۔ تھائی لینڈ کے وزیراعظم ککرت پراموج کے مطابق سیٹو جیسی فوجی تنظیم کا خاتمہ جنوب مشرقی ایشیا کی نئی حقیقتوں کے عین مطابق ہوگا۔

منیلا اور بنکاک کے نقطۂ ہائے نظر خصوصاً اس لیے اہمیت رکھتے ہیں کہ ان کی شرکت کے بغیر سیٹو کے تمام تعلقات اس خطے سے ختم ہو جائیں گے۔ پاکستان نے ۱۹۷۲ء میں اس بلاک سے علیحدگی اختیار کی اور اب نیوزی لینڈ اور آسٹریلیا اس کے فوجی ڈھانچے کو پارہ پارہ کرنے کے سلسلہ میں پہلکاریاں کر کے خاصی شہرت حاصل کر چکے ہیں۔ آج سے دو سال قبل انہیں سیٹو کی فوجی منصوبہ بندی کے بیورو کو ختم کرنے میں کامیابی حاصل ہو چکی ہے۔ سیٹو اس وقت سے اپنا بیشتر وقت برتھ کنٹرول اور پانی کی فراہمی جیسے سماجی اور اقتصادی کاموں میں صرف کر رہی ہے۔

بہرکیف، جنرلوں کا یہ غیر متوقع پرامن جوش و خروش کتنا ہی قابل تعریف کیوں نہ ہو لیکن ظاہر ہے کہ سیٹو پر ۱۵ لاکھ ڈالر کی رقم سالانہ خرچ کرنے کا کوئی جواز نہیں ہے۔ سیٹو کا فوجی عملہ رائفلوں کی جگہ طبی امداد کا ساز و سامان اور پانی فراہم کرنے والے پمپ ہاتھوں میں لے کر مفاہمت کے تباہ کن حالات سے مطابقت پیدا کرنے کی ناکام کوشش کر رہا ہے۔

بہرحال ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سیٹو یہ ڈھونگ رچا کر بھی اب زیادہ عرصے تک باقی نہیں رہ سکتی۔ سیٹو کی مجلس وزراء کا آئندہ اجلاس جو ۲۴ ستمبر سے نیویارک میں ہونے والا ہے، اس کا آخری اجلاس ثابت ہوگا۔ بنکاک کے سفارتی ذرائع کا کہنا ہے کہ اس اجلاس میں شریک وزراء سیٹو کے سیکرٹری جنرل، سنگ تھورم ہونگ لاڈ روم سے یہ ایسی تجاویز پیش کرنے پر زور دیں گے جو اس فوجی اتحاد کو ختم کرنے سے متعلق اس کے ممبروں کی اکثریت کی خواہش کے مطابق ہوں۔

اس سلسلے میں اقلیت کی مزاحمت کو بھی کم اہمیت نہ دینی چاہیے۔ ایک طرف تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ فرانس جیسے بھول ہی گیا ہے کہ وہ اس بلاک کا رکن ہے۔ اور اس نے گزشتہ سال اپنے حصے کی رقم بھی سیٹو کو نہیں دی ہے۔ لیکن بلاک کے دوسرے دو شرکاء یعنی امریکہ اور برطانیہ سیٹو میں پڑنے والی پھوٹ اور اس کے نتیجے میں ایشیاء میں اپنی کمزور ہوتی ہوئی مورچہ بندیوں پر افسردہ ہیں۔ یہ مغربی ذہن ہی ہے جو سیٹو کے فوجی اور سیاسی فرائض کو دیگر علاقائی تنظیموں، خصوصاً جنوب مشرقی ایشیاء کی قوموں کی انجمن کو سونپنے کے خطرناک منصوبے پیش کر رہا ہے۔

سیٹو کی تاریخ اس امر کی شاہد ہے کہ اس قسم کے فوجی عزائم کے کیا نتائج برآمد ہوتے ہیں۔ سیٹو نے ایشائی ممالک کو ہند چینی میں امریکہ کی شرمناک جنگ میں گھسیٹ لیا اور وہاں بیرونی فوجی اڈے قائم ہوئے جن کو ختم کرنا ان ممالک کے لیے کوئی آسان کام نہیں ہے ایک عرصے تک اس خطے کی قوموں کی سلامتی خطرے میں پڑ گئی۔ گزشتہ ہفتے سیٹو کی عمر ۲۱ سال ہو چکی ہے۔ لیکن یہ کسی کو یقین نہیں کہ یہ اپنی آئندہ سالگرہ آنے تک زندہ بھی رہے گی۔ کمیونزم کے خلاف ایک واحد فوجی حکمت عملی کا انجام کتنا افسوسناک ہے۔

کوئٹہ

تحریر: قاضی عبدالستار

بلوچستان کے شب و روز

بلوچستان کے عوام کے دلوں پر دورِ ایوبی کے ابھی تک زخم تازہ ہیں اور ان میں سے خون رس رہا ہے اور ہم ان زخموں سے کراہ رہے ہیں دورِ ایوبی میں ہم پر اسی قسم کے الزامات لگائے گئے تھے۔ یعنی بلوچستانی باغی، غدار، شرپسند جیسے الزامات تھوپ دیئے گئے مگر آج تک اُن میں سے ایک الزام بھی ثابت نہ کر سکے۔ ان الزامات کی پاداش میں ہمارا قتلِ عام کیا جاتا رہا، ہم پر بمباری کی گئی، ہمیں فوجی کیمپوں میں اذیتیں دی گئیں معصوم بچوں تک کو معاف نہیں رکھا گیا۔ ہزاروں بچوں کو یتیم بنا دیا گیا، ہم پر دانہ پانی بند کر دیا گیا۔ معصوم بچوں کا وہ حال تھا کہ پیاس اور بھوک سے بلکتے بلکتے جامِ شہادت نوش کر گئے، حد تو یہ کہ اس ظلم سے بچنے کے لئے اگر پہاڑوں میں چھپ جاتے تو اس پہاڑ کو بھی ہمارے ساتھ ظلم سہنا پڑتا یعنی ہوائی جہازوں کے ذریعہ پٹرول چھڑک کر اس پہاڑ کو آگ لگا دی جاتی۔

دورِ ایوبی میں ہم بدقسمت بلوچستانیوں کو شرمناک مصائب اور مظالم کے سمندر میں دھکیلا جا رہا تھا۔ بربریت اور مظالم کی انتہا نہیں تھی حتیٰ کہ سینکڑوں بے گناہ بلوچستانیوں کے ہاتھ اور پاؤں زنجیروں سے باندھ دیئے جاتے اور ان کی پشت پر سپاہیوں کی مارچ کرائی جاتی۔ فوجی بوٹوں سے اُن کی کھال پارہ پارہ ہو جاتی تھی علاوہ ازیں چیدہ چیدہ افراد کو گرفتار کر کے پاکستان کے دوسرے صوبوں میں تختۂ مشقِ ستم بنایا جاتا۔ دورِ ایوبی میں ہم بے بس و لاچار بے یار و مددگار بلوچستانیوں کو اس بات پر مجبور کیا جا رہا تھا کہ ہم ایوبی آمریت کے سامنے گھٹنے ٹیک دیں اور وہ اپنی مظالم و بربریت کی برتری میں کامیاب ہو سکیں۔ ایوبی دور میں جتنا خرچ بلوچستان میں بمباری اور فوج کشی پر کیا گیا وہ پاک و ہند میں ۱۹۶۵ء کے جنگی اخراجات کے برابر ہے۔ اس شجرِ خبیثہ کی جڑیں اسی وقت سے مضبوط کر دی گئیں جسکا استیصال ہم بلوچستانیوں کے بس میں نہیں اور نہ ہی بلوچستان کے نادار قلاش محکوم اور قابلِ رحم عوام حکومت کی یقین دہانی پر بھروسہ کرتے ہیں۔ وہ الفاظ کسی ڈکشنری میں نہیں پائے جاتے جس سے ہم اپنی محکومیت عوامی حکومت سے منوا سکیں۔ جب کہ ہم بہ آوازِ بلند لاکھوں دفعہ پکار پکار کر کہہ چکے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ پاکستان ہمارا ہے اور ہم پاکستان کے ہیں۔ مگر کوئی ہماری بات کب ماننے کو تیار ہے۔

گستاخی معاف ہم اپنے پاکستانی بھائیوں سے یعنی آپ سے دریافت کرتے ہیں کہ آپ اُس وقت کہاں تھے اور کیوں خاموش تھے خدارا ہم بھی تو آپ کے بھائی تھے اور ہیں آخر ہمارا کیا قصور تھا حکومتِ ایوبی نے کون الزام ثابت کیا آپ نے کیا دیکھا اور کیا سُنا؟ یقین سے کہتا ہوں اس کا جواب آپ کے پاس ہے اور نہ دورِ ایوبی کے حکمرانوں کے پاس تھا۔ یہ ہماری بدقسمتی ہے۔ کہ ہم پر الزام تراشی کا سلسلہ آج تک ختم نہیں ہوا ہم نہایت نفرت اور حقارت سے اس بات کی مذمت کرتے ہیں کہ ہم بلوچستان کو پاکستان سے الگ کرنا چاہتے ہیں اور یہ بھی اپنے بھائیوں کو بتا دینا چاہتے ہیں کہ ہم پہلے مسلمان ہیں پھر پاکستانی ہیں۔

بعدازاں کل پاکستان کی سطح پر الیکشن صدر یحییٰ خان کے فوجی دورِ حکومت میں ہوا جو کہ نہایت اطمینان بخش صورت میں پایۂ تکمیل کو پہنچا، چنانچہ صوبہ بلوچستان میں ۱۹۷۰ء کے الیکشن میں پیپلز پارٹی کو یہاں کے عوام نے بُری طرح ٹھکرا دیا پیپلز پارٹی کے لئے بلوچستان میں الیکشن سیاسی موت ثابت ہوئی اس لئے پیپلز پارٹی کے چیئرمین کو یہ بات ناگوار گزری تو بلاوجہ بلوچستان کی نمائندہ حکومت کے خلاف کارروائی شروع کر دی اور نمائندہ حکومت کو توڑنے کے لئے کراچی میں سکینڈل بنا جس میں کوئٹہ کا ایک بہت بڑا سرمایہ دار لسبیلہ کا نواب اور ایک سابقہ وفاقی وزیر کو وزارت کے عہدوں اور سیٹوں کا لالچ دے کر اُن کی خدمات حاصل کی گئیں۔ سب سے پہلے لسبیلہ میں کراچی کے چند کرایہ دار غنڈوں کے ذریعہ بدامنی پھیلائی گئی جس کے نتیجہ میں سات افراد ہلاک ہوئے بعدازاں پٹ فیڈر کے علاقہ میں سابق وفاقی وزیر نے چند غنڈوں کے ذریعے پنجابی آبادکاروں کی اراضی کو اپنی ملکیت ظاہر کر کے مری قبیلہ کے قافلہ (جو اس موسم میں برائے معاش بطرف سندھ چلے جاتے ہیں) پر ایک ڈومکی قبیلہ کے شخص کے ذریعہ کھڑی فصل جوار وغیرہ فروخت کر دی۔ مری قبیلہ کے لوگ جب فصل کاٹنے آئے تو پنجابی آبادکاروں نے حملہ تصور کیا اور فائرنگ شروع

کر دی۔ دونوں طرف سے گولیاں چلیں جس کے نتیجہ میں ایک شخص تاج الدین مارا گیا۔ اور دوسرے کئی افراد زخمی ہوئے

بلوچستان کی منتخبہ حکومت اور عوام کو بدنام کرنے کے لئے پنجابی ملازموں کو بلوچستان سے نکالا گیا۔ اس مقصد کے لئے نتھیا گلی میں گورنر کانفرنس ہوئی جس میں یہ طے ہوا کہ ہر صوبے کا باشندہ اپنے صوبہ میں ملازمت کرے گا۔ اس وقت بلوچستان کا گورنر جنرل ریاض حسین تھا۔ اس پر، عمل درآمد نیپ اور جمعیت کے دور حکومت میں اس لئے ہوا کہ تاکہ یہ تاثر دیا جائے کہ بلوچستان کی نیپ جمعیۃ حکومت نے اپنے صوبہ سے پنجابی ملازموں کو زبردستی نکالا، پھر لندن پلان بنا بگٹی صاحب لندن سے واپس آئے وہ بھی آپ حضرات خوب جانتے ہیں۔ اسی طرح عراقی اسلحہ کا اسکینڈل بنا جس کے متعلق عوام کو پتا لگا کہ وہ کیا تھا۔۔۔ ملا مصطفےٰ برزانی کرد کے انکشاف سے ظاہر ہوا کہ یہ اسلحہ ایرانی بلوچستان میں استعمال ہونا تھا، اور خود انہوں نے پاکستان کو اس کی اطلاع دی۔

الغرض یہ ہیں وہ خود ساختہ حالات جن کے تحت ۱۵ فروری ۱۹۷۳ء کو بلوچستان کی آئینی جمہوری، عوامی اور اکثریتی حکومت کو بیک جنبش قلم توڑ دیا گیا بعد ازاں بگٹی صاحب کو صوبہ کا گورنر مقرر کر دیا گیا بہ الفاظ دیگر اکبر بگٹی کو بلوچستان کے عوام پر استعمال کیا گیا چنانچہ بلوچستان کے منتخب نمائندوں اور جمعیت و نیپ کے کارکنوں کو وطن دشمنی اور غداری کے الزام لگا کر گرفتار کیا گیا بعض منتخب نمائندوں کو طویل المعیاد سزائیں دے کر نااہل قرار دیا گیا اور ان کی نشستوں کو خالی قرار دے کر پیپلز پارٹی کے امیدواروں کو بلا مقابلہ منتخب کر دیا گیا اور کیا جا رہا ہے اور کئی نمائندوں پر جھوٹے کیس بنا کر اور لالچ دے کر پیپلز پارٹی میں شامل کیا گیا، یا معاون بنایا گیا۔ جو معاون بنے وہ یہ ہیں۔۔۔ مولوی صالح محمد، مولوی حسن شاہ، سردار چاکر خان ڈومبکی۔ جو پیپلز پارٹی میں نیپ سے شامل ہوئے وہ یہ ہیں، نواب زادہ شبیر علی خان، انور کھیتران، سردار عبدالرحمن ملک چھوڑ کر کہیں چلے گئے اور دوست محمد اور گل خان نصیر کی سیٹ خالی کروا کر پیپلز پارٹی کے امیدوار بلا مقابلہ منتخب کر دیئے گئے، حضرت مولانا شمس الدین شہید کر دیئے گئے۔ اس وقت سردار عطاء اللہ، سردار خیر بخش مری، غوث بخش بزنجو، محمود عزیز کرد، گل خان نصیر کے علاوہ ہزاروں کی تعداد میں طالبعلم اور ورکر جیلوں میں مختلف قسم کی صعوبتیں برداشت کر رہے ہیں۔

شروع مارچ ۷۳ء میں بلوچستان کے عوام پر باقاعدہ فوجی کاروائی شروع ہوئی فوجی کاروائی کے نتیجہ میں بلوچستان کے عوام کو بموں، توپوں اور گولیوں سے آج تک نوازا جا رہا ہے۔ جس کی تفصیل میں جانا نہیں چاہتا۔ مختصر یہ کہ اس صوبہ کے عوام کی ناکہ بندی کی گئی دانہ پانی تک بند کر دیا گیا جس کی وجہ سے بوڑھے بچے اور جوان بھوک اور پیاس کی وجہ سے ہلاک ہو گئے [illegible]ہی کاروائی سے سینکڑوں جانیں ضائع ہو چکی ہیں۔ ترقی و خوشحالی کے نام سے بھائی کا سینہ بھائی کی گولی سے چھلنی ہو رہا ہے۔ گاؤں کے گاؤں مسمار کر دیئے گئے ہیں، جھونپڑیاں جلا ڈالیں، اس بہانے سے کہ تم شرپسند ہو اور شرپسندوں کو خوراک مہیا کرتے ہو۔ اسی بہانے تمپ اور جھالاوان میں بمباری کی گئی جس کی وجہ سے ساڑھے آٹھ سو نفوس جانوروں کے علاوہ بوڑھے، بچے، عورتیں اور جوان لقمۂ اجل بن گئے۔ بلوچستان میں فوج کشی پر روزانہ ڈیڑھ لاکھ روپے خرچ ہوتا ہے۔ پاکستان ایک پسماندہ ملک ہے یہ اخراجات کیسے برداشت کر سکتا ہے۔ اصل وجہ یہی ہے کہ مہنگائی عروج پر ہے۔ گرانی قوت برداشت سے باہر ہو چکی ہے۔

بلوچستان میں تو یہ حال ہے کہ کسی جگہ ملازمت کے لئے کوئی شخص منتخب ہو جائے مگر اپائنٹمنٹ آرڈر اس وقت تک نہیں مل سکتا جب تک ایک کثیر رقم بطور رشوت پیش نہ کرے۔ بعض اوقات تو باقاعدہ بولی ہوتی ہے۔ یہ رقم دس سے پندرہ ہزار روپے تک پہنچ جاتی ہے۔ اب آپ خود اندازہ لگائیں کہ ایک ایس ڈی او یا محکمہ فوڈ سپلائی میں نائب تحصیلدار یا سٹور کیپر یا انتظامیہ وغیرہ کے عہدے کے لئے کثیر رقم پیش کرتا ہے، تو کیا وہ اس محکمہ میں دھاندلی اور عوام سے ایک روپے کی بجائے ایک ہزار روپیہ رشوت نہیں لے گا؟ اس لئے کہ جب ملازمت کی ابتداء ہی رشوت سے ہو تو وہ ضرور رشوت لیتا رہے گا۔ جب کہ وہی آفیسر اس کا باس ہے جس نے اس سے رشوت لی تھی۔ اب وہ حجاب اور ڈر ہی نہیں رہا جو ایک آفیسر اور اس کے ماتحت میں ہوتا ہے۔ اس جمہوری اور عوامی حکومت میں بغیر پیپلز پارٹی کے کسی اور کو ملازمت ملنا "جوئے شیر" لانے کے مترادف ہے پیپلز پارٹی میں شامل ہو جانے سے ملازمت، آئل انجن برائے ٹیوب ویل، الیکٹرک موٹر، روٹ پرمٹ اور نئے چیسز کے پرمٹ وغیرہ ایک گھنٹہ کے اندر اندر مل سکتے ہیں۔

مشرقی پاکستان کو بھی خود غرض لیڈروں اور بدمست ابن الوقت حکمرانوں کے ہاتھوں گنوا بیٹھے اور ہم مغربی پاکستانی خاموش تماشائی بنے رہے۔ نتیجۃً ہم سب اس سانحہ پر کف افسوس ملنے کے سوا اور کیا کر سکتے ہیں حد تو یہ ہے کہ تقریباً ایک لاکھ فوجی و غیر فوجی ہندوؤں کے ہاتھوں پا بہ زنجیر ہندوستان کے زندانوں میں عرصۂ بعید تک پڑے رہے جس کی نظیر تاریخ اسلام میں ملنا مشکل ہے اور ہمارے ماتھے پر کلنک کا ٹیکہ ہے۔ کیا ہمیں تاریخ معاف کرے گی؟ چند زرخرید ہاتھوں کے سوا اقوام عالم کے سامنے ہماری آنکھیں نیچی ہیں۔ اس وقت بھی خود غرضی اور ہوس اقتدار کی وجہ سے مشرقی پاکستان میں اسی طرح کے حالات پیدا کئے گئے تھے۔

میں اپنے درد مند باقی ماندہ پاکستانی بھائیوں اور محب وطن لیڈروں سے اپیل کرتا ہوں کہ اس پیدا شدہ صورت حال کا سختی سے نوٹس لیں اور ہماری مظلومیت اور مشکلات میں ساتھ دیں تاکہ بلوچستان میں فوجی کاروائی بند کی جائے۔ موجودہ صورت حال تمام پاکستانی عوام کے لئے ایک دھمکی کی حیثیت رکھتی ہے۔ بلوچستان پاکستان میں جغرافیائی اہمیت رکھتا ہے۔ دنیا کی نظریں اسی طرف لگی ہوئی ہیں۔ اس نازک دور میں ایسے حالات پیدا کرنا پٹرول کے سمندر کو چنگاری دکھانے کے مترادف ہے اسی طرح بلوچستان میں بھی وہی حالات پیدا کئے جا رہے ہیں۔ بلوچستان کے کئی شہروں میں دو ڈھائی سال سے کرفیو نافذ ہے۔ چھ بجے شام سے لے کر صبح چھ بجے تک

گاڑیوں وغیرہ کی آمدورفت قطعی طور پر بند ہیں۔ رات کے دس بجے کے بعد کوئی آدمی اپنے گھر سے باہر نہیں نکل سکتا۔

الغرض اُس وقت عوام ڈر اور خوف کی وجہ سے جان بچانے کے لئے پہاڑوں پر پناہ لینے چلے گئے تھے جب کہ وہاں بھی کھانے کے لئے کچھ نہ مِلا تو کئی مہینے گھاس پر گذارہ کب ہو سکتا ہے۔ آخر وہی ہوا "تنگ آمد بجنگ آمد" مگر آج غصّے نفرت اور عوامی حقوق کی پامالی کی وجہ سے پہاڑوں پر لڑ رہے ہیں حکومت کی غلطیوں کی وجہ سے یہاں کے عوام کے جذبات مشتعل ہو چکے ہیں۔ قدرتی بات ہے کہ بھوکے آدمی پر غصہ غالب آجاتا ہے اور اگر اُس کے مزاج میں نفرت کا عنصر بھی شامل ہو جائے تو خوفناک شکل اختیار کر لیتا ہے۔

بلوچستان میں حکمران طبقہ تین سال سے جمہوریت کے نام پر جو کھیل کھیل رہا ہے، مُلک کے اخبار بین حضرات بخوبی واقف ہیں، اپوزیشن کے اخبارات تقریباً بند کر دیئے گئے ہیں۔ اگر ایک دو اخبار باقی ہیں تو ان کے اڈیٹروں کو اتنا ڈرایا دھمکایا گیا ہے کہ وہ بھی حقیقت کو پیش نہیں کر سکتے۔ حال ہی میں کوئٹہ شہر میں دھماکے ہوئے ایک مکان بالکل تباہ ہو گیا، زیارت میں ۲۱، ۲۲، ۲۳ جولائی ۷۵ء کو عوامی حکومت کے عوامی وزیرِ اعلیٰ پر ہر رات گولیوں کی بارش ہوتی رہی، کوئٹہ سے ریزرو پولیس آئی اور اس کی جان خلاصی ہوئی۔ مستونگ کے گرد و نواح میں اسی ماہ کے اندر بذریعہ ہوائی جہاز بمباری کی گئی علاوہ ازیں نواب صاحب آف شہوانی کے گھر کی تلاشی لی گئی۔ مگر اخبارات میں بجائے حقیقت کے جھوٹ شائع ہو رہا ہے۔

اہلِ وطن اس سے بھی باخبر ہیں کہ اظہارِ رائے پر اس دور میں جس قدر قدغن ہے وہ اس سے قبل نہیں تھا میں ایک مثال پیش کرتا ہوں، اسلامی تاریخ نے ہمیں یہ بتایا ہے کہ منصور عباسی جس کے خوف سے لوگ جنگلوں میں کانپتے تھے ایک دِن خانۂ کعبہ کا طواف کر رہا تھا۔ کوئی شخص دُعا مانگ رہا تھا۔ خدایا! تیرے آگے دُعا کرتا ہوں کہ ظُلم غالب آگیا اور حقداروں کے درمیان رُکاوٹ بن گیا منصور نے پلٹ کر دیکھا اس خیال سے کہ وہ شخص مجھے پہچانتا نہیں، پوچھا وہ کون ہے جس کا ظُلم رُکاوٹ بن گیا ہے۔ جواب آیا تیرا وجود اور تیری حکومت۔ اس موقع پر اگر موجودہ حکمران ہوتا تو اسے ڈیفنس آف پاکستان رولز یا تعزیرات پاکستان کے تحت گرفتار کر کے جیل بھجوا دیتا لیکن منصور عباسی اُسی وقت سجدے میں گر کر اللہ تعالےٰ کا شکر ادا کیا کہ اس سرزمین میں ایسے افراد موجود ہیں۔

الغرض اکبر بگٹی کے دورِ حکومت میں جس طرح جمہوریت کی پامالی بلوچستان میں ہوئی وہ کسی سے پوشیدہ نہیں، بگٹی کی گورنری کے خاتمہ پر اہلِ بلوچستان نے سُکھ کا سانس لیا اس وجہ سے کہ بلوچستان کے حالات بدل جائینگے، ہر شخص اپنے حقوق حاصل کر لیگا اور ہر شخص مطمئن زندگی بسر کرے گا۔ نئے گورنر خان آف قلات کی ذات سے اس لئے بھی کہ وہ بلوچستان کا نسلاً بعد نسلاً صدیوں سے حاکم رہا ہے اور یہاں کے عوام کے مزاج سے بخوبی واقف ہیں سمجھا جاتا تھا کہ صوبے کے اُلجھے معاملات کو سُلجھانے کے لئے فوجی ذریعہ کی بجائے سیاسی ذریعے اختیار کئے جائیں گے، اندرونِ صوبہ لوگوں کی آمدورفت اور راشن کے حصول میں جو دشواریاں پیش آرہی ہیں وہ دور ہو جائیں گی۔ سیاسی قیدی غیر مشروط طور پر رہا کئے جائیں گے، جن سیاسی کارکنوں کے وارنٹ جاری ہو چکے ہیں یا جاری ہو رہے ہیں وہ گرفتار نہیں ہوں گے صوبائی اسمبلی کا اجلاس بُلا کر اکثریتی گروپ کو حکومت بنانے کا موقع دیا جائیگا۔ لیکن توقعات کے بالکل برعکس مزید گرفتاریاں ہوئیں، مقدمات قائم کئے گئے، سزائیں دی گئیں بلوچستان اسمبلی کی نشستیں خالی کرائی گئیں اور ان پر کئی اُمیدوار بلا مقابلہ منتخب قرار دیئے گئے۔ ۱۳ مارچ ۱۹۷۳ء کو، بلوچستان اسمبلی کے ڈپٹی سپیکر اور جمعیت علماء اسلام بلوچستان کے امیر مولانا محمد شمس الدین شہید کو پُراسرار طور پر قتل کیا گیا، ہمارے دِل رنجیدہ اور آنکھیں اشکبار ہیں وہ اس لئے کہ بعض جانیں افادہ کے لحاظ سے مُلک و ملت کے لئے بڑی مفید اور قیمتی ہوتی ہیں اور ایسی ہی قیمتی اور گراں مایہ جانیں قوم کا ذخیرہ اور دنیا کی قوموں کے لئے نمونہ ہوتی ہیں شہیدِ اسلام ایک نہ بکنے والے سیاستدان اور ایک راسخ العقیدہ مسلمان تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر جان دینا ایمان سمجھتے تھے۔ دو اڑھائی سال پہلے انہوں نے ضلع ژوب میں ایک ایسی تحریک اُٹھائی تھی جس کا مطلب تھا کہ اس علاقے میں خلافِ اسلام لٹریچر اور عقائد پر پابندی لگوائیں۔ شہیدِ اسلام کی یہ تحریک کامیاب ہوئی، اگرچہ اس جُرم کی پاداش میں مرحوم و مغفور کو ایک ماہ کوہلو (ماوند) میں نظر بند رکھا گیا۔ وزارتِ اعلیٰ کی پیشکش کی گئی ڈرایا دھمکایا گیا، حیلے بہانے کئے گئے مگر شہیدِ اسلام اس حق بات پر اڑے رہے۔

جہاں سے مولانا مغفور نے اسمبلی کا انتخاب جیتا تھا وہ خانوں اور نوابوں کا علاقہ ہے۔ مولانا مرحوم نے نوابوں کو سیاسی میدان میں بُری طرح شکست دی تھی اور بلاجانب اقتدار کے لئے ناقابلِ خرید ثابت ہوئے، اِن حقائق کی موجودگی میں لوگ یہ باور کرنے کے لئے ہرگز تیار نہیں کہ شہیدِ اسلام کا قتل کسی کا انفرادی فعل ہے یا ذاتی رنجش کی بناء پر ہوا ہے لوگوں کا ذہن اس طرف بھی جاتا ہے کہ آخر گولیوں کا نشانہ وہی رہنما کیوں بن رہے ہیں جو باضمیر ہیں، بکتے نہیں، ڈرتے نہیں اور ہاں میں ہاں نہیں ملاتے۔

موجودہ حکومت کے آنے کے بعد بلوچستان میں عوامی رہنماؤں اور عوام کا خون جس طرح ارزاں ہوا ہے اور جس بے دردی سے عوامی رہنماؤں کا خون بہایا جا رہا ہے اس کی ابتداء شہید کے خون سے کی گئی تھی، بلوچستان میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت ہو رہا ہے جس میں اہلِ اقتدار کا ہاتھ ہے، سیاسی قتلوں کا یہ سلسلہ ایک خوفناک سازش ہے جس سے بلوچستان کے مسائل میں کمی کی بجائے اور اضافہ ہو رہا ہے۔ میں بلوچستان کے خود غرض مسند نشین اُن سیاستدانوں سے اپیل کرتا ہوں کہ اس وقت بلوچستان کا بچہ بچہ تمہاری طرف دیکھ رہا ہے اور آنسو بہا کر تم سے یہ مطالبہ کر رہے ہیں کہ تم بلوچستان سے نمک حلالی کا ثبوت دو۔ اقتدار اور حرص اگر ایک جگہ پیدا ہوں تو لازماً بدعنوانی پیدا ہو جاتی ہے۔

حکومت نے شہیدِ اسلام کے قتل کی تحقیقات کا اعلان ڈیڑھ دو سال سے کر رکھا ہے۔ لیکن بلوچستان کا ہر باشعور فرد اس خدشے کا اظہار کر رہا ہے کہ قاتل کا سُراغ لگانا اور اُسے سزا دینا مشکل ہے۔ عوام کا خدشہ درست ثابت ہوا آج بھی شاہ وزیر اپنے قلعہ نما گھر میں موجود ہے۔ آزادی سے گھومتا پھرتا ہے اگر شاہ وزیر کو خوف ہے تو عوام کی طرف سے ورنہ حکومت کی طرف سے کوئی پابندی نہیں علاوہ ازیں روزنامہ جنگ (جو کہ ایک بین الاقوامی اخبار ہے) میں چار مئی ۷۴ء کے شمارہ میں تین کالمی سُرخی یہ تھی کہ مولوی شمس الدین کا قاتل واردات کے چار گھنٹے بعد گھر پہنچ گیا، وہاں عیش و آرام کی زندگی گذار رہا ہے وغیرہ وغیرہ۔ اِن حالات کے بعد احمقوں کو باور کرانے کی کوشش کی جا رہی ہے کہ شاہ وزیر غائب ہے اور روپوش ہے۔ حکومت اگر اس معاملہ میں مخلص ہے

باقی صفحہ ۱۸ پر

دلوں کی شورشیں --- اور روحوں کی بیقراری

مرسلہ

محمد اسلم جوئیہ

مولانا ابوالکلام آزاد کی ایک ولولہ انگیز تحریر

کیا دنیا میں جس طرح بہار و خزاں کے موسم آتے ہیں ربیع و خریف کی ہوائیں چلتیں اور جاڑے اور گرمی کا موسم بدلتا ہے، اس طرح دل کی شورشوں کا بھی کوئی موسم ہے روحوں کی بے قراری کی بھی کوئی فصل ہے، دیوانگی اور سراسیمگی کا بھی کوئی وقت ہے؟ جن کی ہوائیں چلتی ہیں اور جن کے بادل نمودار ہوتے ہیں

میں نہیں جانتا کہ ایسا ہو، مگر میں پاتا ہوں کہ میرے دل کی دیوانگی ٹھہر ٹھہر کے اٹھتی اور میری روح کی شورشیں گزر گزر کے لوٹتی ہیں، میں کچھ عرصہ سے اس دریا کی مانند جو اتر گیا ہو، چپ تھا، لیکن اسی سمندر کی مانند جس کی تہہ سے موجیں شور مار رہی ہوں پھر آ گیا ہوں، پھر آہوں سے بھر گیا ہوں، فریادوں سے معمور ہو گیا ہوں، شورشوں سے بریز ہوں اور دیوانگیوں کے سر جوش سے میرا ساغر ضبط چھلک گیا ہے۔ آج پھر مجھے اس خاک کی تلاش ہے جس کو اپنے سر اور چہرے پر اڑا سکوں، پھر ان کانٹوں کی جستجو ہے جن کو اپنے دل و جگر میں چبھو سکوں، میں دیوانوں کا متلاشی ہوں اور مجھے بیچاروں کی بستی کی ضرورت ہے۔ میں ہوشیاری سے اکتا گیا ہوں اور تندرستی نے مجھے عاجز کر دیا ہے۔ آہ! میں چاہتا ہوں کہ جی بھر کے روؤں اور جس قدر چیخ چیخ کر نالہ و فریاد کر سکتا ہوں کرتا رہوں۔

میری چیخیں تمہارے عیش و نشاط کو مکدر کر دیں، میرا نالہ و بکا تمہارے عیش کدوں کو ماتم کدہ بنا دے۔ میری آہوں سے تمہارے دلوں میں ناسور پڑ جائیں، میری شورش غم سے تمہارے چہروں کی مسکراہٹ معدوم ہو جائے، میں تم کو غم و ماتم سے بھر دوں، میں تم کو درد و مسرت کا پتلا بنا دوں، تمہاری آنکھیں ندیوں کی طرح بہہ جائیں، تمہارے دل تنور کی طرح بھڑک اٹھیں، تمہاری زبانیں دیوانوں کی طرح چیخ اٹھیں اور تمہاری غفلتِ عیش اور بے دردیٔ نشاط کی، وہ بستی جو مدتوں سے برابر چلی آتی ہے اس طرح اجڑے کہ پھر کبھی آباد نہ ہو۔

؎ روئے بازہ مراد امروز عرفی بامنست
دیدہ ترمے فروشم دامن ترمے خرم

دنیا میں ہم دیکھتے ہیں اگر انسان کی نیند موت کی نیند نہ ہو تو کبھی نہ کبھی ضرور ختم ہوتی ہے اور ایسا نہیں ہو سکتا کہ سونے والا کبھی نہ جاگے پھر بعضوں کی نیند ایسی ہو جاتی ہے کہ اک ذرا سی آواز ان کو جگا دینے کے لئے کافی ہوتی ہے، بعض کی ان سے سخت ہوتی ہے تو ان کے لئے چیخنے اور شور مچانے کی ضرورت ہوتی ہے بعض ان سے بھی زیادہ غفلت کی نیند سونے والے ہیں تو ان کو جھنجوڑنے اور ہلانے کی ضرورت ہوتی ہے اور اگر سونے والے کے جاگ اٹھنے کے لئے یہ بھی بیکار ہو تو پھر ایسا تو کبھی بھی نہیں ہو سکتا کہ بھونچال آ جائے، آتش فشاں پہاڑ پھٹ اٹھیں۔ پہاڑوں کے ٹکرانے کے دھماکوں سے کان کے پردے ریزہ ریزہ ہو جائیں اور پھر بھی نیند کے متوالے آنکھیں نہ کھولیں سو یقین کرو کہ خدا کا بھی اپنے بندوں سے ایسا ہی حال ہے اس کی صدائیں اٹھتی ہیں۔ تا کہ غفلت کے سرشار آنکھیں کھولیں، اگر اس پر بھی وہ کروٹ نہیں بدلتے تو ہر طرف سے شور و غل مچنے لگتا ہے تاکہ سونے والوں کی نیند ٹوٹے اگر اس پر بھی نیند نہیں ٹوٹتی تو ہاتھ نمودار ہوتے ہیں اور وہ جھنجوڑ جھنجوڑ کر جگاتے ہیں کہ صبح آ گئی اور آفتاب کی کرنیں دیواروں سے اتر کر صحنوں اور میدانوں میں پھیل گئیں اب بھی اٹھ جاؤ اور اس دن کو اپنے ہاتھ سے کھو دو جو جا کر پھر واپس نہیں آئے گا۔ لیکن آہ! اکثر ایسا ہوتا ہے کہ اس جھنجوڑنے پر بھی آنکھیں نہیں کھلتی اور نیند کے متوالے کروٹ نہیں لیتے تو پھر دھماکے ہوتے ہیں، زلزلے آتے ہیں، زمینیں پھٹنے لگتی ہیں پہاڑ ایک دوسرے سے ٹکرانے لگتے ہیں اور صداؤں اور آوازوں کی ہولناکیوں سے تمام دنیا بھر جاتی ہے سو یہ سب کچھ اس لئے ہوتا ہے تاکہ کسی طرح انسان جاگے اور اب بھی آنکھیں کھول دے اور اگر اس پر بھی آنکھیں نہ کھولے تو پھر خدا کا فرشتہ پکار اٹھتا ہے۔

اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَآءٍ وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ۔ یہ زندوں کی آبادی نہیں بلکہ مردوں کی بستی ہے وہ اٹھنے اور اٹھائے جانے کی گھڑی سے بالکل غافل پڑے ہیں۔ پس تنبیہ اور ہوشیاری کی تمام تدبیریں ہو چکیں اور ایک سوتے ہوئے کو جگانے کے لیے جو کچھ کیا جا سکتا ہے وہ سب کچھ کیا جا چکا ہے، پر افسوس کہ تمہاری آنکھیں اب تک بند ہیں، تمہاری غفلت کا نشہ کسی طرح نہیں اترتا اور تمہاری موت کی نیند کسی طرح بھی نہیں ٹوٹتی دنیا میں انسان کے لئے عقل و بصیرت ہے عقلاء کی دانائیاں ہیں ہادیوں کی ہدایتیں

ہیں واعظوں کے وعظ ہیں خدا کے مقدس نوشتے ہیں اور رسولوں کی تبلائی ہوئی تعلیمات ہیں پھر حوادث وتغیرات ہیں آثار و علائم ہیں استشہاد و استشہاد ہے، لیکن آہ وہ قوم جس کی غفلت کے لئے سب کچھ بے کار ہے نہ تو دنیا کے گذرے ہوئے واقعات ہیں اس کے لئے کوئی اثر ہے نہ کوئی حال کے حوادث وتغیرات میں اس کے لیے کوئی پیغام ہے۔ اور نہ [illegible] کے کلام سے ڈرتی اور کانپتی ہے اور نہ بندوں کی ہدایت سے عبرت پکڑتی ہے۔

وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مِّنَ الْاَنْبَآءِ مَا فِيْهِ مُزْدَجَرٌ

اور بلاشبہ ان کے پاس ایسی خبریں آچکی ہیں جن میں بڑی ہی تنبیہ اور ہوشیاری ہے اور بہت ہی بڑی گہری حکمت و دانائی، پر افسوس کہ حوادث وانقلابات کی یہ ڈراونی ہدایت بھی ان کی بیداری کے لیے کافی نہ ہوئی۔

وَمَا تَاْتِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ مِّنْ اٰيٰتِ رَبِّهِمْ اِلَّا كَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ ط

اللہ کی نشانیوں میں سے کوئی نشانی بھی ایسی نہ آئی جس کو دیکھ کر انہوں نے عبرت پکڑی ہو اور غفلت و سرکشی سے باز آگئے ہوں۔

دنیا میں سب سے پہلے انسان کے آگے تاریخ یعنی دنیا کے گذرے ہوئے واقعات آتے ہیں اور انہیں سے انسان تجربہ کی دانائی اور بصیرت حاصل کرتا ہے وہ دیکھتا ہے کہ ہمیشہ ایک ہی قسم کے واقعات ظاہر ہوتے، ایک ہی طرح کے اعلانات کئے گئے، ایک ہی طرح کی حالتیں طاری ہوئیں اور ایک ہی طرح کے نتیجے نکلے۔ پس تجربہ اور استقراء اسے بتلا دیتا ہے کہ اب بھی ہمیشہ جب ایسی حالتیں پیدا ہوں گی تو ویسے ہی نتائج نکلیں گے، اور اگر آگ کے شعلوں نے انسان کو ہمیشہ دکھ دیا ہے تو یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ کوئی آگ کے شعلوں میں کود کر ٹھنڈک پائے

سو اگر تمہاری نیند سونے والوں کی نیند ہوتی بے روح لاش کی نیند نہ ہوتی تو تمہارے جاگنے کے لئے تاریخ کی آواز بس کرتی تھی تمہارے آگے نوع بشر کی پوری تاریخ موجود ہے ہزاروں قوموں اور ملکوں کے تجربے موجود ہیں۔ ہزاروں [illegible] ہیں اور زمین کے صدہا گوشے گزرے ہوؤں کی عمارتوں سے اور مٹے ہوؤں کے کھنڈروں سے رکے ہوتے ہیں تو تم ان سب کے پاس جاؤ اور ان سب سے پوچھ کر دیکھو کہ کوئی قوم بھی دنیا میں معصیت کر کے زندہ رہی ہے اور انسانوں کا کوئی گروہ بھی خدا سے بھاگ کر بچ سکا ہے؟ کبھی ایسا ہوا کہ خدا کے قانون پر چل کر قومیں تباہ ہوئی ہوں اور اس کے قانون کو توڑ کر انہوں نے خوشحالی اور ہمیشگی پائی ہو؟ اقوام کو چھوڑ دو اور افراد کو تلاش کرو۔ جب سے زمین بنی ہے، آج تک کوئی انسان بھی اس کی گود میں ایسا پلا ہے جس نے غفلت و اعراض کر کے زندگی پائی ہو اور خدا کے قانون کو توڑ کر خوشحالی و مراد حاصل کی ہو؟ اگر ایسا نہیں ہے تو پھر یہ کیا ہے کہ تم زہر کھا رہے ہو اور امیدوار ہو کہ تمہیں زندگی ملے اور تم نے شیروں کے بھٹ کی راہ اختیار کی ہے اور سمجھتے ہو کہ انسانوں کی آبادی میں تم پہنچ جاؤ گے۔

اَلَمْ يَاْتِهِمْ نَبَاُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ وَقَوْمِ اِبْرٰهِيْمَ وَاَصْحٰبِ مَدْيَنَ وَالْمُؤْتَفِكٰتِ ط اَتَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ج فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ط

کیا انہوں نے ان لوگوں کا حال نہیں سنا جو ان سے پہلے گذر چکے ہیں مثلاً قوم نوح، قوم ثمود قوم ابراہیم، اصحاب مدین اور وہ لوگ جن کی بستیاں الٹ دی گئیں ان سب کے پاس اللہ کے رسول آئے اور راہ حق کی نشانیاں انہیں دکھائیں لیکن انہوں نے بداعمالیاں اختیار کیں اور اس کی پاداش میں مٹا دیے گئے سو اللہ تو کسی پر ظلم نہیں کرتا مگر ان بدبختوں نے خود بھی اپنی ہلاکت طلب کی

اگر گذرے ہوئے واقعات وحوادث میں بھی تمہارے لئے کوئی آواز نہیں تو پھر تمہاری آنکھوں کے سامنے گذرے ہوئے حوادث وتغیرات ہیں اور ان کی زبان سب سے زیادہ چیخنے والی اور سب سے زیادہ دلوں کے اندر گھر کر جانے والی ہے۔

اَوَلَا يَرَوْنَ اَنْفُسَهُمْ يُفْتَنُوْنَ فِيْ كُلِّ عَامٍ مَّرَّةً اَوْ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ لَا يَتُوْبُوْنَ وَلَا هُمْ يَذَّكَّرُوْنَ ط

کیا نہیں دیکھتے کہ کوئی برس ایسا نہیں گزرتا کہ ایک بار یا دوبارہ وہ بلاؤں میں ڈالے جاتے ہوں، پھر بھی ان کی غفلت کا یہ حال ہے کہ نہ تو توبہ کرتے ہیں اور نہ مصیبتوں سے نصیحت پکڑتے ہیں اور اگر وہ تمام حوادث وتغیرات جن سے تمہاری زندگی کا ہر سال اور ہر ماہ بلکہ ہر طلوع وغروب معمور تھا، تمہارے سمجھنے اور بیدار ہو جانے کے لئے کافی نہ تھے تو آہ! کیا خدائے قدوس کی وہ سب سے آخری کڑک اور اس کے قانون تعذیب امم کی وہ سب سے زیادہ کپکپا دینے والی اور عقلوں اور ہوشوں کو مبہوت کر دینے والی گرج بھی تمہیں نہیں جگاتی، جس کے زلزلہ انگیز دھماکوں سے پہاڑوں کی چوٹیاں ہل گئیں اور قریب ہے کہ زمین دھنس جائے اور زمین سے مبہوت رونے اور ماتم کرنے کے لئے ابھر آئیں؟

كَلَّا وَالْقَمَرِ ط وَالَّيْلِ اِذْ اَدْبَرَ وَالصُّبْحِ اِذَآ اَسْفَرَ ط اِنَّهَا لَاِحْدَى الْكُبَرِ نَذِيْرًا لِّلْبَشَرِ ط لِمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ اَنْ يَّتَقَدَّمَ اَوْ يَتَاَخَّرَ ط

بیشک چاند جبکہ نکل آیا، رات جب ختم ہو گئی اور دن جبکہ روشن ہو گیا کہ یہ حادثہ بڑے بڑے انقلابات میں سے ایک بڑا ہی انقلاب ہے اور غافل انسان کو غفلتوں کے پاداش سے سخت ڈرانے والا ہے، تو تم میں سے جو بڑھنا چاہے اس کے لئے بڑھنا ہے اور جو پیچھے ہٹنا چاہے اس کے لئے غافل رہ کر تباہ ہونا!

پھر اگر تم اس کے لئے نہیں اٹھتے تھے کہ جب تک زلزلے نہ آئیں گے نہیں اٹھو گے

اور جب تک آتش فشاں پہاڑ نہیں پھٹیں گے آنکھ نہیں کھولو گے اور جب تک پہاڑوں کی چوٹیوں اور موجوں کے اندر سے چیخ نہ اٹھے گی کانوں کو نہیں کھولو گے، تو آہ، یہ کیا ہے کہ زلزلے بھی آچکے ہیں اور تم نے کروٹ نہ لی؟ آتش فشانیوں کی ہولناکیوں سے زمین چیخ اٹھی، اس پر بھی تم خبردار نہ ہوئے؟ اب اور کس بات کے منتظر ہو اور کیا چاہتے ہو کہ آسمان پھٹ جائے اور آفتاب کے پرزے پرزے ہو جائے اور کرۂ ارض بن کر دھواں اڑ جائے؟

فَهَلْ يَنْتَظِرُوْنَ اِلَّا السَّاعَةَ اَنْ تَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً فَقَدْ جَآءَ اَشْرَاطُهَا فَاَنّٰى لَهُمْ اِذَا جَآءَتْهُمْ ذِكْرٰىهُمْ ؕ

پھر کیا یہ لوگ آخری فیصلہ کر دینے والی گھڑی کے منتظر ہیں کہ اچانک ان پر نازل ہو؟ سو اگر ان کا انتظار ہے تو اس کی نشانیاں تو آچکیں اور جب وہ گھڑی خود آئے گی تو اس وقت ان کے لئے کیا ہوگا؟

آفتاب کو ہمیشہ اس کی کرنوں سے دیکھا جاتا ہے اور دھوئیں کو دیکھ کر مسافر پا لیتا ہے کہ آگ جل رہی ہے اس خدا کا جلال بھی ہمیشہ اپنی نشانیوں اور آیتوں کے اندر سے دیکھا گیا ہے اور ہمیشہ اس نے اپنے آفتابِ جمال کی چمک بدلیوں کے نقاب میں دکھلائی ہیں پس وہ جو ہمیشہ آیا تھا اور جس نے ہمیشہ مغرور و غافل انسان کو ماننے اور قبول کرنے کے لئے مجبور کر دیا تھا، آج بھی آگیا اور آنکھیں رکھنے والوں کے لئے اس نے اپنے چہرے سے اچانک نقاب الٹ دی پھر اگر اب بھی تم نہیں دیکھتے اور اب بھی تم اس کے آگے جھکنے کے لئے نہیں گر جاتے تو شاید تم منتظر ہو کہ وہ انسانوں کی طرح تمہارے سامنے آکھڑا ہو جائے، اور سورج کی کرنوں کے تخت پر بیٹھ کر آسمان سے اس طرح اتر پڑے کہ تم اپنی انگلیوں سے ٹٹول کر اس کو چھوؤ اور اپنے کانوں کو اس کے منہ سے لگا دو کہ وہ آواز اور حرفوں کے اندر بول دے کہ میں خداوندِ خدائے قہار ہوں اور جیسا کہ ہمیشہ سے ہوں، اسی طرح اب بھی موجود ہوں مجھے مان لو اور مجھ سے انکار نہ کرو:-

قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ نَرٰى رَبَّنَا ؕ

اور ان لوگوں نے کہ خدا کے لقا کی امید نہیں رکھتے کہا اگر جو کچھ تم کہتے ہو سچ ہے تو کیوں نہیں ہم پر فرشتے اتار دیئے گئے اور کیوں نہ ایسا ہوا کہ ہمارا پروردگار آسمان سے اتر آتا اور ہم اسے دیکھ لیتے۔

سو اگر واقعی اسی کے منتظر ہو تو تمہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ تمہارا انتظار کبھی ختم نہ ہوگا، یہاں تک کہ خدا کی جگہ اس کا آخری عذاب اترے گا اور تم کو دردناکیوں اور سوختنیوں کی بشارت دے گا۔

يَوْمَ يَرَوْنَ الْمَلٰٓئِكَةَ لَا بُشْرٰى يَوْمَئِذٍ لِّلْمُجْرِمِيْنَ ؕ

جس دن اللہ کے فرشتے نظر آئیں گے تو اس دن مجرموں کے لئے کوئی بشارت نہ ہوگی کہ وہ صالحوں کی طرح اس کا انتظار کریں۔ ہمیشہ ایسا ہی ہوا ہے اور ہمیشہ اس دن کے منتظر رہنے والوں نے ایسا ہی جواب پایا ہے۔

فَهَلْ يَنْتَظِرُوْنَ اِلَّا مِثْلَ اَيَّامِ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِهِمْ قُلْ فَانْتَظِرُوْٓا اِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ؕ

پس کیا یہ لوگ بھی ویسے ہی دنوں کے منتظر ہیں، جیسے ان سے پہلی قوموں پر آچکے ہیں؟ اگر ایسا ہی ہے تو کہہ دو کہ اچھا انتظار کرو، میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والوں میں سے ہوں۔

آنکھیں دیکھنے کے لئے ہیں، کان سننے کے لئے ہیں، اور دل پہلو میں رکھا گیا ہے تاکہ تڑپے اور بیقرار ہو، لیکن وہ سب کچھ تمہارے لئے بیکار ہو گیا ہے، جس کو آنکھیں دیکھتی ہیں اور وہ سب آوازیں بے اثر ہو گئیں جو کانوں سے سنائی دیتی ہیں اور وہ تمام فکریں اور عبرتیں ڈوب گئی ہیں جن سے دل تڑپتے اور روحیں بے قرار ہوتی ہیں، پس جو کچھ کہا جائے لاحاصل ہے، اور جو کچھ کہا جائے بیکار ہے۔ آہ! تم غافل ہو گئے تم پر موت کا پنجہ چل گیا ہے، یا تم گمراہی کے قبضے میں آگئے، تمہارے احساس فنا ہو گئے اور تمہارے دل کی دانائی میٹ دی گئی۔

بقیہ: حضرت بایزید بسطامیؒ

بک رہا تھا۔ حضرت بایزیدؒ نے شرابی کو سمجھانے کی کوشش کی تو وہ طیش میں آگیا اور گالیاں دیتے دیتے ان کے سر پر اپنا باجا دے مارا۔ باجا ٹوٹ گیا اور بایزیدؒ کے سر سے خون کا فوارہ بہہ نکلا۔ بایزیدؒ نے زبان سے ایک لفظ نہیں نکالا اور خون پونچھتے ہوئے خاموشی سے اپنے گھر آگئے۔

دوسرے دن بایزید نے اس شرابی کو مٹھائی کی ایک ٹوکری اور کچھ درہم بھجوائے اور کہلوا بھیجا کہ رات تمہارا باجا میرے سر پر لگنے سے ٹوٹ گیا تھا۔ لہٰذا میرے سر نے تمہارا باجا توڑ دیا۔ یہ درہم بھیج رہا ہوں تم نیا باجا خرید لو اور کل رات تمہاری زبان بہت تلخ تھی یہ مٹھائی بھیج رہا ہوں تاکہ تمہاری زبان شیریں ہو جائے۔

شرابی نہایت شرمندہ ہوا اپنے بہت سے شرابی دوستوں کو لے کر حضرت بایزیدؒ کی خدمت میں حاضر ہوا اور معافی کا طلب گار ہوا۔ اس نے اور اس کے دوستوں نے آئندہ شراب پینے سے توبہ کر لی۔

تذکرۃ اولیاء

ایئر کنڈیشنڈ
غرناطہ ریسٹورانٹ = جہلم

تلخ و شیریں

امجد علی شاکر بی اے

ع:

آپ ہی اپنے تغافل پہ ذرا غور کریں!

"اسرائیل کو اقوام متحدہ سے نکال دیا جائے تو مشرق وسطیٰ کے تمام مسائل حل ہو جائیں گے۔"

(عراقی وزیر خارجہ)

بچپن سے لے کر اب تک سنتے آئے ہیں کہ بزرگ، سمجھدار اور حکماء کا فرمان ہے کہ قبض تمام بیماریوں کی جڑ ہے۔ یہ ختم ہو جائے تو جسم کا تمام نظام صحیح خطوط پر چل پڑتا ہے، لیکن جب تک قبض کی پلیدی جسم کے کنوئیں میں باقی رہے تو جسم کا بیماریوں سے پاک ہونے کا سوچنا اسی طرح ہے جس طرح پیپلز پارٹی کو ایک تنظیم سمجھنا ہے۔ چنانچہ اسرائیل جسد عالم میں قبض کی حیثیت رکھتا ہے جس سے پوری دنیا میں متعدد مہلک امراض پھیل رہی ہیں، لہذا اس قبض کو دور کرنا پورے جسم انسانیت کو بیماریوں سے پاک کرنا ہے۔

سیٹو کو ختم کر دیا گیا۔

(تنظیم کی کونسل کا فیصلہ)

فی الحقیقت تو یہ تنظیم تھی ہی نہیں۔ یہ امریکہ کے ذوق تنظیم سازی کا ایک تکلف تھا۔ اسے ختم کرنے کے تکلفات اور رسومات ادا کر کے اس کی مردہ خیالی لاش کو مزید بے عزتی سے بچانا ہے۔ خیالی لاش اس لیے کہ یہ کبھی زندہ تھی ہی نہیں۔ ہمارے خیال میں یہ تنظیم کاغذوں کو سیاہ کرنے اور بیانات دینے کے لیے بطور تکیہ کلام استعمال کرنے کی غرض سے قائم کی گئی تھی تاکہ دنیا میں موجود تنظیموں میں ایک نام مزید گنا جا سکے اور تنظیموں کی تعداد کے سلسلے میں اگر کوئی کمی باقی ہو تو پوری کی جا سکے۔ مگر تنظیموں کی زرخیزی کے اس دور میں یہ صرف ایک تکلف تھا جسے دور کر دینا اچھا ہی ہے۔

"پیپلز پارٹی والے محل میں پڑنے والے شگاف کی مرمت نہیں ہو سکتی۔"

(رسول بخش تالپور)

ہم اس بات کے کہنے میں جناب تالپور سے معذرت چاہیں گے کہ پیپلز پارٹی کا کوئی محل تھا ہی نہیں۔ یہ بھٹو تھے جنہوں نے اپنے نام کے ساتھ بطور لاحقے یا سابقے کے پیپلز پارٹی کا تخلص اختیار کیا ہے۔ ان کے ساتھی تو ان کی حیثیت کسی مداری کا تماشا دیکھنے والے تماشائیوں سے ذرا زیادہ مستحکم شمار کی جا سکتی ہے، لیکن اسے تنظیم تو نہیں کہا جا سکتا بھٹو صاحب اسی بھیڑ کو لے کر حریم اقتدار میں داخل ہو کر عروس اقتدار سے ہم آغوش ہوتے تو انہیں بھی شادی کے لڈوؤں کی طرح وزارتیں وغیرہ بانٹ دیں پھر حالت یہ ہو گئی کہ بھٹو صاحب محل تھے اور یہ گل بوٹے۔ اگر ایک پودا اکھاڑا تو دوسرا لگا دیا، دوسرا اکھاڑا تیسرا بہار دینے لگا، لہرانے لگا۔ اب مرجھانے والوں نے تھوک کے حساب سے مرجھانا شروع کر دیا ہے تو محل میں بے رونقی آنے لگی ہے۔ رہا بھٹو صاحب کی ذات کا محل تو یہ وعدوں، دھمکیوں اور وعدوں کی بنیاد پر قائم ہے اور یہ چیزیں بغیر بنیاد کے قائم ہیں۔ جس طرح جھوٹ بغیر ٹانگوں کے دوڑتا پھرتا ہر جگہ نظر آتا ہے [illegible] یہ چیزیں جو بغیر بنیاد [illegible] سے ہیں۔ بغیر بنیاد کے چیزوں کا کچھ زیادہ عرصہ کھڑا رہنا قانون قدرت کے منافی ہے۔ لہذا بھٹو صاحب کی ذات کے محل میں شگاف پڑ گئے ہیں جنہیں بھرنا مشکل ہی نہیں ناممکن بھی ہے، بھلا جب بنیاد موجود نہ ہو تو ہوائی محل کے شگافوں کی مرمت کیسے ممکن ہو سکتی ہے؟

"ڈیرہ غازی خان کے ترقیاتی منصوبوں کے لیے سات کروڑ روپے کی رقم مختص کر دی گئی۔"

(ایک خبر)

عموماً منصوبوں کے دو حصے ہوتے ہیں ایک حصہ یہ ہوتا ہے کہ منصوبے کے آغاز کے ساتھ ہی صاحبان اختیار اور ان کے اقربا کا معیار زندگی ذرا بلند (لیول) سطح پر چلا جاتا ہے کیوں کہ منصوبوں سے صرف ابنائے وطن کے معیار زندگی کی بلندی مقصود ہوتی ہے۔ دوسرا حصہ ایسی تعمیرات کی تعمیر جن میں ایک تخریب ہو بلکہ ہو۔ تاکہ رنگ تعمیر کو دیکھنے کے لیے شاعرانہ طریق اختیار کیا جا سکے۔

ع: رنگ تخریب سے پیدا ہیں نقوش تعمیر

"محمد حنیف رامے نے اپنے حامیوں کا اجلاس طلب کر لیا۔"

ایک خبر

پیپلز پارٹی ایسے ٹکڑوں کا مجموعہ ہے جن کی طرز ایک دوسرے سے محتاج ہی نہیں متضاد بھی ہے اس لیے ان ٹکڑوں کو مربوط کرنا ایسا ہی ہے جیسے کوثر نیازی صاحب کے نام کے ساتھ مولانا کا لفظ سجانا۔ یہ ٹکڑے جب تک اقتدار کی رسی میں بندھے رہے، تب تک بندھے رہے۔ اب جب کہ اقتدار کے گٹھے سے کچھ ٹکڑے نکل گئے

باقی صفحہ ۱۸ پر

حافظ مقصود احمد

تحدیدِ نسل اور اِسلام

قاہرہ سے شائع ہونے والے رسالہ الاخبار مورخہ ۱۵ر جولائی ۱۹۷۵ء میں یہ خبر شائع ہوئی کہ آزاد آئرلینڈ کے چرچ نے یہ فتویٰ شائع کیا ہے کہ "تحدید نسل حرام ہے"۔ یہ صریحاً انانیت، کفر اور الحاد ہے۔ ..... اس لیے حکومت کا فرض ہے کہ منع حمل کی گولیاں اور مانع حمل دیگر تمام ادویات اور وسائل کی خرید و فروخت وغیرہ کلیتہً منع کر دے۔ یہ تمام ادویات وغیرہ انگلستان میں تیار ہوتی ہیں۔ انگریزی مصنوعات کا مقاطع اس وقت تک مکمل نہیں ہو سکتا جب تک کہ ہم ان مانعین حمل ادویات ساختہ انگلستان کا بھی مقاطعہ نہ کریں۔

یہ تو چرچ آف آئرلینڈ کا فیصلہ ہے۔ اس کا محرک جو کچھ بھی ہے ظاہر ہے۔ اس کے برعکس آئرلینڈ کی انجمن خواتین کا موقف کچھ اس طرح ہے ..... ہمارا ملک آئرلینڈ ایک غریب ملک ہے۔ یہاں کا معیار زندگی دیگر ہمسایہ ملکوں کی نسبت بہت پست ہے۔ مزدوری بھی کم ہے خدا کی مرضی یہ تو نہیں کہ یہاں کے عوام فقیر محض ہوئے رہیں۔ لہٰذا منع حمل گولیاں اور تحدید نسل کے دیگر ذرائع کی خرید و فروخت کو بند کر دینا صحیح نہیں ہے۔

جہاں تک خواتین کا موقف ہے وہ تو سراسر باطل اور زمانہ جاہلیت قبل از اسلام کے عقیدہ کی طرح ہے۔ وہ لوگ بھی اولاد کو تنگدستی کے خوف سے زندہ درگور کر دیتے تھے، ان لوگوں کو انہیں حرکات سے باز رکھنے کیلئے قرآن کریم نے فرمایا:

ا:- ولا تقتلوا اولادکم خشیۃ املاق نحن نرزقھم وایاکم ان قتلھم کان خطئا کبیرا۔

اپنی اولاد کو تنگ دستی کے خوف سے قتل نہ کرو۔ ان کا قتل بڑی سخت غلطی ہے۔

ب:- ومامن دآبۃ فی الارض الا علی اللہ رزقھا؛

زمین میں کوئی جاندار نہیں جس کا رزق اللہ تعالیٰ کے ذمہ نہ ہو۔

ج: واللہ یرزق من یشاء بغیر حساب:

اللہ رزق دیتا ہے جس کو چاہتا ہے بغیر حساب کے،

د: ھل من خالق غیر اللہ یرزقکم

کیا کوئی اللہ کے علاوہ بھی پیدا کرنے والا ایسا ہے جو تم کو رزق دیتا ہے۔

ہ: فابتغوا عند اللہ الرزق ط

پس اللہ کے ہاں رزق تلاش کرو۔

و: امن ھذا الذی یرزقکم ان امسک رزقہ ط

اگر اللہ تعالیٰ کسی کا رزق بند کر دیں تو کیا یہ معبودان باطل رزق کھول سکتے ہیں؟۔

اللہ تعالیٰ نے روزی دینے کی جو ضمانت دی ہے وہ حق ہے۔ اس کا کہا سچ ہے۔ آئرلینڈ کے چرچ نے مانع حمل ادویات وغیرہ کی بیع کو منع صرف اسلیئے کیا ہے کہ یہ چیزیں ساختہ انگلستان ہیں۔ وہ انگلستان جس نے ان کے ملک پر غاصبانہ قبضہ کر رکھا تھا۔ آئرش لوگوں کو انگریزوں اور انگریزی اشیاء کا مقاطع بہرحال کرنا تھا۔ ان مانع حمل ادویات کی موجودگی میں یہ مقاطعہ مکمل نہیں ہو پاتا تھا۔

لیکن ہم مسلمان لوگ اس قسم کے اسباب کی بنا پر تحدید نسل کو ناجائز قرار نہیں دے رہے بلکہ اس حرمت کا باعث یہ ہے کہ تحدید نسل امت مسلمہ کی قلت کا باعث بنتی ہے دشمنوں کے شر سے بچانے کے لیے مجاہدین کی جو تعداد مطلوب ہے تحدید نسل اس کے راستے میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔ آج کے مادی دور میں بھی افرادی قوت کے بغیر اقوام عالم میں قوت اور عزت حاصل نہیں ہوتی۔ محدود نفوس دوسری قوموں کی ہوس کا جلد یا بدیر لقمہ بن جاتے ہیں۔ اسلام کا مسلمان سے یہ مطالبہ ہے کہ اعداء اسلام مسلمانوں سے دب کر رہیں۔ افرادی قوت کی کمی کے باعث معاملہ برعکس ہوگا۔ مسلمانوں کو تو خدا تعالیٰ کا یہ حکم ہے:-

واعدوا لھم ما استطعتم
من قوۃ ومن رباط الخیل
ترھبون بہ عدو اللہ وعدوکم
واخرین من دونھم لا تعلمونھم
اللہ یعلمھم ط

دشمنان اسلام کے خلاف تمام وسائل

کو اس طرح بروئے کار لاؤ کہ ان
کے دلوں میں تمہاری دھاک بیٹھ
جائے۔ ظاہر اور خفیہ ہر قسم کے
دشمن تم سے خائف رہنے چاہییں

قوت میں افرادی قوت کے علاوہ اسلحہ وغیرہ بھی شامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں متعدد آیات میں جہاد فی سبیل اللہ کے واجب ہونے کا حکم فرمایا اور جہاد کے تمام وسائل از قسم علم جہاد یعنی فنون حرب، سامان حرب اور عددی قوت کو حاصل کرنے کا حکم دیا ہے۔"

اسی لیے ہم بار بار کہہ رہے ہیں کہ تحدید نسل کا پروپیگنڈا استعماری طاقتوں کا پھیلایا ہوا بہت بڑا مکر ہے۔ تحدید نسل کو مسلمان ممالک میں رواج دے کر وہ اپنے مکروہ عزائم میں کامیاب ہونا چاہتے ہیں۔ اس طرح مسلمان دھوکے میں پڑ کر اپنی قوت کو ضائع کر بیٹھیں گے اگر مسلمان تحدید نسل پر ایمان لے آئے تو پھر وہ اپنی اولاد پر کچھ بھی خرچ وغیرہ نہیں کریں گے۔ نتیجتاً مسلمان قوم ایک قلاش اور جاہل قوم بن کر رہ جائے گی۔

حقیقت واقعی بھی یہی ہے کہ جب سے مسلمان قوم نے تحدید نسل کی طرف دھیان دیا ہے اس کی تعداد کم ہوتی جا رہی ہے۔ اس کی قوت میں ضعف آ گیا ہے۔ میدان جنگ میں بزدلی دکھاتے ہیں۔ اور اپنے علاقوں کے دفاع سے عاجز ہو گئے ہیں۔ ذلت و خواری ان کا مقدر بن چکی ہے۔ اور ان کے دشمن، استعماری طاقتیں مطمئن ہیں۔ اسلام اور اہل اسلام کو ہر ممکن طریقہ سے نقصان پہنچانے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں۔

ستم ظریفی تو یہ ہے کہ دشمنان اسلام کے ارادوں کو عملی جامہ پہنانے میں مسلمان حکومتیں بھی پیش پیش ہیں۔ کینہ میں تحدید نسل کے فتوے کی بازگشت الاہرام مورخہ ۱۹۷۵-۶-۶ میں منی جا سکتی ہے۔ وہ بھی اسی بات کا رونا رو رہا ہے کہ عرب علاقوں میں بڑھتی ہوئی آبادی کو روکنے کے لیے حفظان صحت کے اصولوں پر عمل کرنا ضروری ہو گیا ہے۔ اس ضمن میں تحدید نسل کے ذرائع کو بروئے کار لانا چاہیے۔

ان باتوں کے علی الرغم ہم بحیثیت مسلمان اپنی اسلامی حکومتوں کو یہی کہیں گے کہ تحدید نسل کے عفریت سے بچو بلکہ عددی قوت کو بڑھانے کی کوشش کرو۔ اپنی اولاد کی ضروریات زندگی کو پورا کرنے کے لیے محنت کرو۔ اور صنعت و حرفت، تجارت، کھیتی باڑی اور باغات کی پیداوار کو بڑھاؤ۔ تن آسانی کی زندگی کو خیرباد کہہ کر محنت اور جفاکشی کی روش اختیار کرو۔ مایوسی کو چھوڑ کر خدا پر توکل کرو۔ وہ کسی کی محنت کو ضائع نہیں کرتا۔:

وانہ ھوالرزاق الوھاب

اس کی صفت تو یہ ہے کہ:

یرزق من یشاء بغیر حساب ط

اور: ومامن دابۃ فی الارض
الا علی اللہ رزقھا ط

اللہ تعالیٰ مسبب الاسباب ہے اس نے عمل کو رزق کا سبب بنایا ہے۔ اے بندے جتنا تو کام کرے گا۔ اتنا ہی تجھے رزق ملے گا۔ پس تو سو نہ جا، سستی نہ کر، ہاتھ پر ہاتھ دھر کر بیٹھ نہ جا۔ کیونکہ آسمان سے برسے گا نہیں اور زمین خزانے اگلے گی نہیں۔ تیرا رزق تیری کوشش کا پھل ہے۔ پس تجھ پر کوشش واجب ہے۔ خود خدا تعالیٰ فرماتا ہے:

واعدوا لھم ما استطعتم
من قوۃ ط

اپنی پوری قوت کے ساتھ ان کا مقابلہ کرو۔

حالانکہ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو بغیر عمل اور کوشش کے بھی دے سکتا تھا۔ لیکن اس کی حکمت نے یہی چاہا کہ اسباب اور مسببات آپس میں مربوط ہیں۔ اس کی ذات نے ہمیں بھی اسباب کو اختیار کرنے کا حکم فرمایا۔ جب یہ ثابت ہو گیا کہ رزق اسباب کے اختیار کرنے سے حاصل ہو گا۔ تو معلوم ہوا کہ انسان محنت کرنے پر مامور ہے۔ اس کا یہ فرض ہے کہ اللہ کا فضل تلاش کرے۔ ہر شخص کو رزق دینا یہ اللہ کا ذمہ ہے۔

جہاں تک تحدید نسل کا تعلق ہے۔ اس کا باعث سوائے فاقہ کے خوف کے اور کچھ نہیں انجمن خواتین آئرلینڈ کا بھی یہی موقف ہے۔ تحدید نسل کے یہ پرچارک بھی یہی دعویٰ لے کر اٹھتے ہیں اور قدیم زمانہ جاہلیت میں بھی لوگ اسی وجہ سے نسل کشی کرتے تھے۔ جس حماقت اور جہالت کے چنگل میں عرب کے لوگ سے چودہ سو سال پہلے مبتلا تھے۔ اس میں آج کے یہ متمدن اور ترقی یافتہ لوگ پھنسے ہوئے ہیں۔ خدا کے خالق، مالک اور رازق ہونے میں ان دونوں کو یکساں تردد ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ جس پیمانے پر منع حمل ادویات اور تحدید نسل کا پرچار ہو رہا ہے اسی کے مدمقابل لوگوں میں اس بات کی دعوت دی جائے کہ دنیا میں زندہ رہنا ہے تو افرادی قوت کو بڑھاؤ۔ مادی وسائل کو وسعت دو۔ استعماری طاقتوں کے ہتھکنڈوں سے باز رہو۔ خدا پر بھروسہ رکھو: ومن یتوکل علی اللہ
فھو حسبہ ط

ہم پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ ان جھوٹے اور مکار لوگوں کے مکر و فریب کو لوگوں پر واضح کر دیں۔ یہ لوگ اسلام اور اہل اسلام کے بارے میں ہمیشہ نقصان اور شر ہی سوچیں گے یہ چاہتے ہیں کہ اسلام ختم ہو جائے اور مسلمان تباہ ہو جائیں۔ ان کی ان چالوں کا رد اسی صورت میں ممکن ہے کہ ہم اسلامی تعلیم کو عام کریں اور اس موضوع پر احکام کو لوگوں میں شائع کریں جہاد کی فرضیت اور اس کے لیے تمام وسائل کو اختیار کرنے کی ترغیب دیں۔

مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی

اجتماعی نظام معیشت

حیاتِ اجتماعی

اجتماعی حیات کی قدر و قیمت تو ایک امر مسلّم ہے، مگر اسلام اس کی اہمیت کا راز یہ بتاتا ہے کہ صالح نظامِ اجتماعی اس لیے ضروری ہے کہ وہ افرادِ امت کی صلاح و خیر کا بہترین ذریعہ ہے اور "فرد" کی انفرادیت کا صحیح نشوونما اور اس کے شعبہ ہائے زندگی کی تکمیل اجتماعی نظام کے بغیر نامکمل ہے۔ دوسرے الفاظ میں یوں سمجھ لیجیے کہ ایک انسان اس وقت تک معراجِ انسانیت کو نہیں حاصل کر سکتا جب تک وہ اپنے ان حقوق و فرائض کو ٹھیک ٹھیک نہ ادا کر دے جو خدائے تعالیٰ کی مخلوق ہونے اور جماعت کے ایک فرد ہونے کی حیثیت سے اس کی ذات کے ساتھ قائم ہیں اور یہ حقوق و فرائض اس وقت تک انجام نہیں پا سکتے جب تک کوئی "صحیح نظامِ اجتماعی" موجود نہ ہو۔ اسی لیے قرآن عزیز نے جگہ جگہ انفرادی تخاطب کے بجائے اجتماعی خطاب کو ترجیح دی ہے۔ مثلاً وہ جب عمومی خطاب سے مخاطب کرتا ہے تو کہتا ہے: "ایھا الناس" (اے لوگو) اور اگر مسلمانوں کو خصوصی خطاب سے مخاطب کرتا ہے تو کہتا ہے: "یا ایھا الذین اٰمنوا" (اے ایمان والو) اور اسی طرح "اقیموا الصلوٰۃ" (تم سب نماز قائم کرو) "اٰتوا الزکوٰۃ" (زکوٰۃ ادا کرو) "وللہ علی الناس حج البیت" (اور لوگوں پر اللہ کا حق ہے بیت اللہ کا حج کرنا) "فمن شھد منکم الشھر فلیصمہ" (پس تم سب میں سے جو بھی اس مہینہ میں موجود ہو وہ رمضان کا روزہ رکھے۔) **لا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل** (اپنے اموال کو آپس میں باطل طریقہ سے مت کھاؤ) "**لا تاکلوا الربوا**" (تم سود نہ کھاؤ)

ان تمام مقامات پر جمع کا صیغہ بول کر جماعتی خطاب ہی کو اختیار کیا گیا ہے۔ اور ان تمام آیات سے بھی زیادہ واضح اور اس حقیقت کی آئینہ دار یہ آیات ہیں۔

> کنتم خیر امت اخرجت
> للناس تامرون بالمعروف
> وتنھون عن المنکر (آل عمران)
> اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول
> واولی الامر منکم۔ (نساء)
> واعتصموا بحبل اللہِ
> جمیعا ولا تفرقوا۔
> (آل عمران)

"تم جو انسانوں کی فلاح کے لیے عالم وجود میں لائے گئے ہو بہترین امت ہو۔ تم لوگوں کو بھلائی کا حکم کرتے اور برائی سے روکتے ہو۔"

"تم سب اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول کی، اور تم میں سے جو صاحبِ امر ہو اس کی اطاعت کرو۔"

"اور تم سب ایک ساتھ اللہ کی رسّی کو مضبوط پکڑو اور پراگندہ نہ ہو جاؤ۔"

ان تمام آیات کی روح یہی ہے کہ فرد کی انفرادی زندگی کی تکمیل بغیر اجتماعی نظام کے ناممکن ہے اور اس کی سعادت و فلاح کا انحصار نظمِ اجتماعی کی سعادت و فلاح پر موقوف، یہی وجہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بہ صراحت فرمایا:

"لا رھبانیۃ فی الاسلام"

(اسلام میں جوگیا نہ زندگی کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہے)

پھر جبکہ نظام اجتماعی کے مختلف شعبوں میں سے وہ شعبہ کہ "بہ اسباب ظاہر" جس پر انسان کی جسمانی حیات اور اس کی بقاء کا انحصار ہے۔ معاشیات کا شعبہ ہے اور جب کہ یہ شعبہ بھی مثل دیگر شعبہ ہائے زندگی کے انسان کی دینی اور دنیوی دونوں قسم کی عملی جد و جہد میں بڑی حد تک دخیل ہے تو بے شبہ یہ شعبہ بھی اجتماعی زندگی کا ایک اہم جزء ہے اور اس لیے عقل و فطرت بھی یہ تسلیم کرتے ہیں کہ انسانوں کے اجتماعی نظام کی سعادت و فلاح کا بہت کچھ مدار اس کے صالح اور بہتر ہونے پر ہے۔

نیز یہ بھی ایک ناقابلِ انکار حقیقت ہے کہ "اجتماعی نظام معاشی" اور "نظام حکومت" کے درمیان چولی دامن کا سا تعلق ہے۔ کیوں کہ کسی بھی اقتصادی نظام کے صالح اور فاسد ہونے کا حال اس سے وابستہ سوسائٹی

کے نظام اور نظامِ حکومت سے بخوبی آشکارا ہو سکتا ہے مثلاً اگر کسی جماعت یا سوسائٹی میں مذموم سرمایہ دارانہ روح کارفرما ہے تو اس کے نظامِ حکومت میں ایسا معاشی نظام عالمِ وجود میں آئے گا جس کے ذریعہ سرمایہ دارانہ اصولوں کی سربلندی، حوصلہ افزائی اور قانونی ذرائع سے ان اصولوں کے لئے ہمہ قسم کی سہولتِ کار، وجود پذیر ہو سکے۔

اور اگر جماعتی زندگی میں اشتراکِ عمومی (مارکسزم) کا نظریہ جاری و ساری ہے تو بلاشبہ اس نظامِ حکومت میں وہ معاشی نظام منصۂ شہود پر آئیگا جس میں آمدنی و ذرائع آمدنی میں انفرادی ملکیت کا سدِّباب کیا گیا ہو اور اگر کسی سوسائٹی کے نظامِ اجتماعی میں صرف حیاتِ دنیا اور حصولِ لذّاتِ دنیا ہی زندگی کا مقصدِ وحید قرار دیا گیا ہو تو اس کے نظامِ حکومت میں "معاشی نظام" کا سنگِ بنیاد ایسے فلسفہ پر مبنی ہو گا جس میں "خدا" "مذہب" اور "معاد" کے لئے کوئی گنجائش نہ ہو، بلاشبہ اس معاشی نظام میں طبقاتی جنگ ایک ضروری شے قرار پائے گی۔

اور اگر جماعت کے نظمِ اجتماعی کی نہاد، مبدا، معاد، دونوں سے وابستہ ہے بلکہ وہ صالح معاشی نظام کی ضرورت ہی کے ماتحت سمجھتی ہے کہ اس کے بغیر انسان نہ خدا کا سچا فرمانبردار بن سکتا ہے اور نہ مخلوقِ خدا کا ہمدرد، اور نہ ایسی حالت میں وہ وحدتِ عام کا داعی ہو سکتا ہے تو یقیناً اس نظامِ حکومت میں ایسا معاشی نظام بروئے کار آئے گا جو فلسفیانہ موشگافیوں، خوبصورت معاشی نظریوں اور عملی نظام میں بڑے بڑے دفاتر اور محکموں اور بجٹ اور اعداد و شمار کی فراوانیوں کی بجائے اپنے اندر مخلوقِ خدا کی عام خوشحالی، باہمی اخوت و ہمدردی، طبقاتی کشمکش سے گلوخلاصی اور اخلاقِ کریمانہ کی سربلندی سکھاتا اور ان کا کفیل و ضامن بنتا ہو۔

پس اسلام نے جس اجتماعی نظام کی بنیاد ڈالی ہے وہ ایسے اصولوں پر مبنی ہے جس میں حکومت، سیاست اور معیشت کو ایک طرف خداپرستی اور مذہب کے ساتھ جوڑا گیا ہے اور دوسری جانب معاشیات میں اس روح کو دخل کیا گیا جس سے عام خوشحالی، عام اخوت و ہمدردی اور مساوات و مواساۃِ باہمی کارفرما ہو جائے۔ اس نے کہا کہ تمام کائناتِ ذی روح حقِ معیشت میں مساوی ہے اور وہ تمام معاشی طریقے ناجائز و مردود ہیں جن کی بدولت مذموم سرمایہ داری نشوونما پاتی ہے یعنی ایسے طریقے جو دولت کو سمیٹ کر جمع کر دیتے ہیں اور عام مخلوقِ خدا کے افلاس اور فقروفاقہ کا موجب بنتے ہیں۔ دوسرے الفاظ میں یوں کہہ لیجئے کہ اس نے "اکتناز" و "احتکار" کو حرام قرار دے کر ان تمام ذرائع کا سدِّباب کر دیا جو حقِ معیشت میں رخنہ انداز ہو سکیں۔

نیز اس نے اعلان کیا کہ درجاتِ معیشت میں فطری تفاوت اور انفرادی ملکیت کا انکار بھی غلط اصول پر مبنی ہے کیوں کہ قانونِ قدرت (فطرتِ الٰہی) کی جانب سے اس کارگہہ ہستی میں جو تنوع پایا جاتا ہے اور قوائے علم و عمل میں جو تفاوت نظر آتا ہے اس کا میدانِ معیشت پر اثر انداز ہونا بلاشبہ فطری اور قدرتی امر ہے تو پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ اس کے ثمرات و نتائج میں تفاوت نہ ہو، پس یہی وہ تفاوت اور تنوع ہے جو شعبۂ معیشت میں "تفاوتِ درجات" سے تعبیر کیا جاتا ہے

"تفاوتِ درجات" کا انکا[illegible]ں لئے بھی غیر شعوری شعور ہے کہ یہ کائنات انسان کے قوائے عمل میں بڑی حد تک تعطل اور جمود و خمود پیدا کر دینے کا باعث بن جاتا ہے

رہا یہ خطرہ کہ ایسی صورت میں پھر تفاوتِ درجات کے مذموم اور غیر فطری نظام کے بروئے کار آ جانے کا اندیشہ بلکہ قوی امکان پیدا ہو جاتا ہے اس لئے صحیح نہیں ہے کہ اگر فطری درجاتِ تفاوت کے تسلیم کے ساتھ ساتھ اسلامی نظامِ معاشی کی تمام حدود و قیود کارفرما ہے تو ناممکن اور محال ہے کہ غیر فطری تفاوت اور غربت و امارت کا مذموم سماجی تنوع کسی حالت میں بھی وجود پذیر ہو سکے۔

بہرحال اسلام نے عام خوشحالی اور حقِ معیشت کی عام مساوات کو اپنے نظامِ معاشی میں "ریڑھ کی ہڈی" تسلیم کیا ہے اور ایک صالح معاشی نظام کو بروئے کار لانے میں جماعتی نظام اور نظامِ حکومت (خلافت) کو ایسے سانچے میں ڈھال کر پیش کیا ہے جو متذکرہ صدر اصولوں کی بنیادیں استوار کرتا ہے اور عالمِ انسان کو باہم معاشی دستبرد اور رقابت کے فتنہ سے بچاتا ہے۔ اور عالمگیر اخوت و ہمدردی کو قائم کرتا ہے۔

یہی وہ نظام ہے جو خلافتِ راشدہ کے دور میں کارفرما رہا اور تاریخِ ماضی شاہد ہے کہ اپنی عملی افادیت اور معاشی مقصد کے حصول میں اس دور کا اسلامی نظامِ معاشی، کائنات کے جدید و قدیم نظامہائے معاشی کے مقابلہ میں عام مرفہ الحالی اور عام اخوت و ہمدردی کے لئے زیادہ کارآمد ثابت ہوا۔

اور اگر روم و ایران کے اختلاط نے خود مسلم حکمرانوں کو شہنشاہیت، قیصریت اور کسرویت کی حرص و آز میں مبتلا نہ اور اسلامی نظامِ حکومت (خلافت) کو خود اپنے ہاتھوں تباہ و برباد نہ کیا ہوتا تو یقیناً دنیا کی تاریخ کا رخ آج دوسرا ہوتا اور مادیّین کو اس نقطہ چینی کا موقع کبھی میسر نہ آتا کہ "اگر اسلام کا معاشی نظام ممکن العمل ہوتا تو اس کا دورِ حیات اس قدر قلیل نہ ہوتا" انہیں کیا معلوم کہ اسلام کے "نظریاتِ معاشی" عملی اور تجرباتی زندگی میں تمام معاشی نظریات سے زیادہ بلند اور کامیاب ثابت ہوئے ہیں لیکن بمصداق ؎

اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

مسلم حکمرانوں نے اپنی ذاتی حکمرانی کے لالچ میں اس بہترین نظام کو خود اپنے ہاتھوں برباد کر ڈالا۔ کیونکہ وہ یہ برداشت نہ کر سکے کہ خلافت، تنقیدِ قوانینِ الٰہی کے لئے صرف "نیابت" اور "خدمتِ خلق" کی حیثیت میں ظاہر اور وہ ذاتی اقتدارِ اعلیٰ اور شخصی حکومت و صولت کی شکل اختیار نہ کر سکے چنانچہ انہوں نے ایک عرصہ تک اگرچہ نام خلافت ہی استعمال کیا مگر ہمیشہ اس کے پردے میں شاہنشاہی اور سلطانی کو مسند آرا بنائے رکھا۔

نظامِ حکومت

الحاصل اسلام نے جب حرّیتِ انسانی کا علَم بلند کیا تو سب سے پہلے یہ اعلان کیا کہ اس کے اجتماعی نظام میں حکومت "کارفرمائی" اور وضعِ قانونِ اساسی کا معاملہ دنیا کے کسی انسان کے ہاتھ میں نہیں ہے بلکہ اس کا حقیقی موسس صرف خدائے واحد ہے اور وہی واضع قوانین ہے اور "خلیفہ" اس کے اساسی قانون کی روشنی میں "نیابت" اور "تنفید" کی خدمت انجام دیتا ہے

اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ (یوسف)

حکم خدا کے سوا کسی کا حق نہیں ہے۔

مَالِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِی الْمُلْكَ مَنْ تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَاءُ۔ (آلِ عمران)

وہ (خدا) ملک کا مالک ہے جس کو چاہتا ہے دے دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے چھین لیتا ہے۔

مَلِكِ النَّاسِ اِلٰهِ النَّاسِ (الناس)

وہ "(خدا) انسانوں کا پادشاہ (ہے) انسانوں کا خدا ہے"

عُمیرہ الہاشمی

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت بایزید بسطامیؒ ایک غریب اور بیکس بیوہ کے اکلوتے بیٹے تھے۔ ماں کی زندگی کی تمام آرزوئیں اور امیدیں انہیں سے وابستہ تھیں۔ جب یہ ذرا بڑے ہوئے تو ماں نے انہیں مدرسہ میں داخل کیا۔ نہایت ذہین اور ہوشیار تھے۔ تیزی سے تعلیم حاصل کرنے لگے۔ ایک روز بایزید قرآن کریم کی تلاوت کر رہے تھے کہ وہ آیت سامنے آئی جس میں اللہ نے حکم دیا ہے کہ میری اور اپنے والدین کی اطاعت کرو۔ بایزید نے کئی بار یہ آیت دہرائی اور کچھ سوچ کر گھر واپس آ گئے۔

ماں نے پوچھا جلدی کیوں چلے آئے؟

بایزید نے جواب دیا ابھی ابھی میں نے ایک آیت پڑھی ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ میری اور اپنے والدین کی اطاعت کرو۔ مجھ میں اتنی طاقت نہیں ہے کہ دو آقاؤں کی ایک ساتھ خدمت کروں۔

ماں نے بیٹے کو چھاتی سے لگا کر کہا! بیٹا میں تمہیں اللہ کی راہ میں وقف کرتی ہوں اور تم پر میرا جو دعویٰ ہے اس سے دستبردار ہوتی ہوں۔

بایزیدؒ ہنسی خوشی مدرسہ واپس آ گئے۔

اس کے بعد انہوں نے اپنی زندگی اور زندگی کی ہر بات اللہ کے لیے وقف کر دی۔ بایزیدؒ فارغ ہو گئے تو ان کے علم و فضل کا دور دور چرچا ہوا۔ ایک روز انہوں نے اپنی ماں سے رخصت لی اور بغداد روانہ ہو گئے۔ بغداد جا کر بھی انہوں نے کئی برس تک مطالعہ جاری رکھا اور باطنی علم حاصل کرنے کی غرض سے کسی مرشد کی تلاش میں سرگرداں ہوئے۔

انہوں نے روحانیات کی جستجو میں سرگرداں سالہا سال گزارے پہاڑوں اور وادیوں میں بسوں یادِ الٰہی کرتے رہے۔ دور دراز سفر کیئے اور مختلف ممالک کے تین سو ساٹھ مرشدوں کے فیوض و برکات سے بہرہ ور ہوئے۔ اور ان کا دل روحانی تجلی سے منور ہو گیا۔ پارسائی اور پاکیزگی کی تکمیل کر چکنے کے بعد بایزیدؒ نے دوسروں کی اصلاح و راہنمائی کرنے کا بیڑہ اٹھایا۔ وہ مختلف ملکوں میں گئے۔ ان کی غیر معمولی کشش و دانائی اور ان کی محبوب شخصیت سے لوگ بہت متاثر ہوئے۔ لاکھوں انسانوں نے ان کی بدولت سچائی کی راہ پائی۔ بایزید بسطامیؒ پہلے بزرگ ہیں جنہوں نے چاٹگام کو اسلام کے نور سے منور کیا۔ اسی طرح بیس برس گزر گئے۔

اس کے بعد ان کے مرشد حضرت امام جعفر صادقؒ نے انہیں واپس بلا لیا اور فرمایا اب جاؤ اپنی ماں کی خدمت کرو۔

تینتیس ۳۳ برس بعد بایزید واپس آئے ان کی روحانی عظمت کا شہرہ دور دور پھیل چکا تھا۔ راستے میں جس شہر سے گزرتے ہزاروں عقیدت مندوں کا ہجوم ان کی زیارت کے لیے جمع ہو جاتا۔ جب وہ اپنے مکان کے قریب پہنچے تو وہاں بھی ہجوم جمع ہو جانے کا امکان تھا۔ اس لیے وہ رات کے اندھیرے میں اپنے مکان پر پہنچے۔ اس سے قبل کہ وہ دروازے پر دستک دیں انہوں نے اندر سے اپنی ماں کی آواز سنی جو دعا کر رہی تھی۔ اے اللہ! میں نے اپنا بچہ خدمتِ دین کے لیے وقف کر دیا ہے تو ہی اس کا نگہبان ہے تو ہی اس کا حامی و ناصر ہے۔

حضرت بایزیدؒ اپنے آپ پر قابو نہ رکھ سکے ان کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو جاری ہو گئے۔ ماں نے ان کی آہٹ پا کر دروازہ کھولا۔ بایزیدؒ ماں کے پاؤں میں گر پڑے ماں نے انہیں اٹھا کر سینہ سے لگایا اور اپنا ہاتھ شفقت سے ان کے سر، ان کے چہرے، ان کی پشت اور ان کے بازوؤں پر پھیرتے ہوئے بولیں:

میں تینتیس ۳۳ برس سے تمہیں دیکھنے کی خواہش مند رہی ہوں۔ لیکن اب جب تم آئے ہو تو میں تمہیں دیکھ بھی نہیں سکی میری بینائی جاتی رہی ہے بیٹا!! جب تک بایزیدؒ کی ماں زندہ رہیں وہ ان کی خدمت میں مصروف رہے۔

اخلاق کریمانہ کی تاثیر

آدھی رات گزر چکی تھی بایزید بسطامیؒ قبرستان سے تنہا واپس آ رہے تھے۔ راستے میں انہیں ایک شرابی ملا جو باجا بجا رہا تھا۔ وہ بزرگوں کو گالیاں دے رہا تھا اور واہی تباہی

باقی صـ۱۱ پر

بقیہ: بلوچستان کے شب و روز

تو شاہ وزیر کو ایک گھنٹہ کے اندر گرفتار کر سکتی ہے اسی طرح صادق کاسی اور عبدالصمد خاں اچکزئی کے قاتلوں کو کیوں گرفتار نہیں کیا جاتا۔ ۱۵ مارچ ۷۳ء کو مولوی شمس الدین کے بہیمانہ قتل کے ردِ عمل کا اظہار کرنے کے لئے کوئٹہ میں ایک جلوس نکالنے کا پروگرام زیر اہتمام جمعیت علمائے اسلام اور جمعیۃ طلباء اسلام بنا جس میں جمعیت کے کارکنوں اور طلباء کے علاوہ ہزاروں عقیدتمندوں نے شمولیت کی تھی چنانچہ پولیس کے حکام نے جلوس نکالنے کی اجازت نہیں دی۔ جلوس نکلا بھی نہ تھا کہ پولیس نے لاٹھی چارج شروع کیا اور پھر اچانک نہتے سوگواروں پر گولیوں کی بارش شروع کر دی۔ مسلسل تین گھنٹہ تک پولیس والوں نے گولیاں چلائیں جس کے نتیجہ میں کئی بے گناہ شہید اور سینکڑوں زخمی ہوئے۔ حکومت اس طرح عوام کے زخموں پر نمک چھڑک کر عوام کے جذبات کو مشتعل کرنے کی کوشش کرتی رہی اور حکام چاہتے بھی یہی تھے۔

اہل وطن کو یاد ہوگا کہ ایک ڈیڑھ سال قبل وزیر اعظم پاکستان نے عام معافی کا اعلان کیا تھا۔ چنانچہ یہ اعلان بلوچستان محض ایک دھوکا تھا اگرچہ مسئلہ حل کرنے کی جانب مثبت قدم نہیں تھا۔ لیکن حکومت یہ اعتراف کرنے لگی کہ بلوچستان کے مسئلہ کا فوجی حل کامیاب نہیں ہوا اگر یہ مسئلہ حل ہوتا تو ڈیڑھ دو سال میں حل ہو چکا ہوتا۔ کس قدر افسوس کی بات ہے کہ کل تک پیپلز پارٹی کی حکومت یہ نہیں مانتی تھی کہ، بلوچستان میں موجود فوج فوجی کاروائی میں مصروف ہے۔ اس اعلان کے بعد بھی بلوچستان کا کوئی منتخب نمائندہ، کوئی سیاسی قیدی رہا نہیں کیا گیا، بدستور جیلوں میں بند ہیں بلکہ مزید گرفتاریوں میں اضافہ ہو رہا ہے۔ قید و بند اور گولڈ اینڈ گن کے ذریعے کچلنے سے سیاسی مسائل حل نہیں ہوا کرتے۔ بلکہ یہ خطرہ پیدا ہو جاتا ہے کہ مظلوم انتہا پسندی کا راستہ اختیار نہ کریں۔ بلوچستان کا مسئلہ صرف بلوچستان کے باشندوں کا نہیں بلکہ ہر محبِ وطن پاکستانی باشندے کا مسئلہ ہے۔ بلوچستان پاکستان کے لئے ایک ستون کی حیثیت رکھتا ہے۔ لیکن یہ اعلان اِن مسائل کا حل نہیں جو نیپ اور جمعیت کی واضح اکثریت کو اقلیت میں تبدیل کرنے کے بعد ہوا۔ اگر ماضی کی روشنی میں حال کا تجزیہ کریں تو یہ بات روزِ روشن کی طرح سامنے آ جائے گی کہ قومی مسائل کا حل ہتھکنڈوں کے استعمال میں پوشیدہ نہیں بلکہ اِن مسائل کا حل جمہوری اقدار کے احترام، افہام و تفہیم میں مضمر ہے۔

دو اڑھائی سال کے دوران بلوچستان اور صوبہ سرحد کے مسائل نے جو پیچیدہ صورت اختیار کر لی ہے، اس کا صحیح حل اسی صورت میں ممکن ہے کہ حکمران پیپلز پارٹی حقیقت کا اعتراف کرتے ہوئے بلوچستان اور صوبہ سرحد میں، بالترتیب سردار عطاء اللہ مینگل اور مفتی محمود کی حکومتوں کا اعلان کرے اور مفاد پرستوں کے اُن عزائم کو خاک میں ملائے جو وہ بلوچستان میں بین الاقوامی سازشوں کے لئے راہ ہموار کر کے اُن کے ناپاک عزائم کی تکمیل کر رہے ہیں

بقیہ: تلخ و شیریں

تو سبھی گٹھا ڈھیلا ہو گیا اور ہر ٹکڑا الگ الگ جا گرا ہے۔ اس لیے ہر ٹکڑا اپنے مستقبل کا پروگرام بنا رہا ہے۔ خواہشات کے کاخ جہاں مربوط ہو جائیں گے وہاں اتحاد ہو جائے گا۔ اب رائے صاحب نے بھی احباب و رفقاء کو جمع کیا ہے تاکہ سوچیں اور پوچھیں:

ع چیست یاران طریقت بعد ازیں تدبیر ما

"غلام مصطفےٰ کھر اقتدار کے بھوکے ہیں"

(ڈاکٹر مبشر حسن کا بیان)

مبشر حسن صاحب غالباً سابقہ تجربات کی بنا پر یہ بیان دے رہے ہیں۔ ویسے بھی ایک کشتی کے دونوں سواروں کو ایک دوسرے کا کافی علم ہوتا ہے اور "ولی" را "ولی" می شناسد کا مقولہ بھی اس موقع پر غلط قرار دینا بھی مشکل ہے، لیکن مسئلہ یہ ہے کہ جب ہم یہی بات کہتے تھے تو صاحبان اختیار اور ہم آغوشانِ حریم اقتدار کو یہ بات کافی ناگوار گزرتی تھی اور یہی بات کہنے والوں کی زبان پر دفعہ ۱۴۴ اور ڈی، پی، آر کی زیر نگرانی ایسے پہرے بٹھا دیئے جاتے تھے تاکہ یہی بات دوبارہ آواز کی صورۃ میں ظاہر ہو کر مقتدرین کے ذوقِ سماعت پر بار نہ ہو، لیکن اب وہی بات وہ خود ادا کر رہے ہیں تو ہم کیا کہہ سکتے ہیں۔۔؟ ؎

آپ ہی اپنے تغافل پہ ذرا غور کریں
ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی

بقیہ: تحدید نسل اور اسلام

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر علم، عمل اور حلال طریقہ سے رزق کی تلاش واجب قرار دیا ہے۔ ہر حال میں اس کی ذات پر اعتماد فرض ہے وھوالرزق ذوالقوۃ المتین۔ یھب لمن یشاء اناثا ویھب لمن یشاء الزکور ویجل من یشاء عقیما ؕ

علماء اور ارباب اقتدار سے بھی درخواست ہے کہ امت کو دشمنان اسلام کے مکر و فریب سے آگاہ کریں اور انہیں اس خواب غفلت سے بیدار کریں۔

ان اللہ معی الذین اتقوا والذین ھم محسنون ؕ

جدید داخلہ

دار العلوم مدنیہ رجسٹرڈ واقع ڈسکہ کلاں ضلع سیالکوٹ کا نیا داخلہ حسب سابق ۱۰ شوال المکرم سے شروع ہو کر ۲۰ شوال المکرم تک جاری رہے گا۔ درس نظامی کی ابتدائی کتب تا مشکوٰۃ شریف و ہدایہ آخرین و جلالین و بیضاوی شریف تمام کتب درسیہ کی تعلیم دی جاتی ہے اور ساتھ ہی فاضل عربی کی مکمل تیاری گذشتہ سالوں کی طرح کرائی جائے گی۔ اس کے علاوہ حفظ و ناظرہ کے درجوں میں پورا تعلیمی بندوبست ہے۔ مدرسہ میں طلبہ کے تمام جائز و ضروری مصارف اللہ تعالیٰ کے خصوصی فضل و کرم سے پورے ہوتے ہیں۔ طلبہ کو نقد وظیفہ بھی دیا جاتا ہے۔ تعلیم و تدریس کا انتظام بھی اللہ کے فضل و کرم سے معقول ہے اور زیادہ ترقی کے لیے کوشش جاری ہے دینی درد رکھنے والوں سے درخواست ہے۔ خصوصی دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے خصوصی فضل و کرم سے تمام مصارف خزانہ غیب سے پورے فرمائے۔ [illegible]

خط و کتابت کرتے وقت
خریداری نمبر کا حوالہ
ضرور دیں

رپورٹنگ محمد یوسف ولی اللّٰہی

ہمیں نظام شریعت کے نفاذ کیلئے کوششیں تیز تر کر دینی چاہیئیں

قائد طلباء جناب محمد اسلوب قریشی

مرکزی صدر جناب محمد اسلوب قریشی نے ہدائیت کی ہے۔ کہ نظام شریعت کے نفاذ کے لئے جمعیتہ طلباء اسلام کے کارکنوں کو اپنی کوششیں تیز تر کر دینی چاہیئیں۔ اسلام دشمن طاقتیں پوری قوت کے ساتھ اسلامی اقدار کو مٹانے کے لئے میدان میں آرہی ہیں۔ لہذا ہمیں اس سے بھی بہتر طور پر مقابلے میں آنے کی ضرورت ہے۔

صوبہ سندھ

جمعیتہ طلباء اسلام صوبہ سندھ کی مجلس عاملہ کا ماہانہ اجلاس دفتر جمعیتہ صوبہ سندھ حیدر آباد میں بعد نماز عشاء ۴ ستمبر منعقد ہوا۔ اجلاس کی صدارت صوبائی صدر جناب عبدالغفور شاہ صاحب نے فرمائی۔ اجلاس کا آغاز جناب کبیر احمد کی تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ شرکاء اجلاس تھے۔ جناب سید عبدالغفور شاہ صاحب، محمد سلیم صاحب شاہد، بشیر احمد قریشی، فضل اللہ سیٹھار، محمد اسلم شیخ، محمد بلال، محبوب الرحمان، بیر احمد، عبدالاحد۔ اجلاس میں مجلس عاملہ کے اراکین نے رپورٹ پیش کی۔ اور مندرجہ ذیل فیصلے ہوئے۔

۱۔ قدیم طلباء جناب سید عبدالغفور شاہ صاحب ے رابطہ رکھیں۔ ۲۔ تمام ضلعی دفاتر میں اس کا نقشہ موجود ہونا چاہیئے۔ ۳۔ تمام علاقوں تنظیمیں اور ضلعی عہدیدار اپنے اپنے علاقے کے کالجز کی مکمل لسٹ فوری طور پر صوبائی تر روانہ کریں۔ ۴۔ تمام شاخیں اخبارات سے ضرور رابطہ رکھیں۔

قراردادیں

صوبائی مجلس عاملہ کا یہ اجلاس حکومت سندھ سے پُر زور مطالبہ کرتا ہے کہ صوبہ سندھ میں کی جانے والی انتقامی کارروائیاں فوری طور پر بند کرے۔ اور سندھ یونیورسٹی جامعہ کراچی اور دوسرے کالجوں کے طلباء کو فوری طور پر رہا کرے۔ ۲۔ جمعیت کی صوبائی مجلس عاملہ کا یہ اجلاس حکومت پنجاب سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ جمعیتہ طلباء اسلام اور جمعیتہ علماء اسلام کے ارکان کی صوبہ پنجاب میں گرفتاریوں کو بند کرے۔ اور انتقامی کارروائیوں کو فوراً ختم کرے۔

۳۔ یہ اجلاس مطالبہ کرتا ہے کہ کالجوں اور یونیورسٹیوں میں بڑھتی ہوئی غنڈہ گردی کو فوری طور پر ختم کیا جائے۔

۴۔ اجلاس مطالبہ کرتا ہے کہ سندھ میں سیلاب سے متاثرہ علاقوں کو آفت زدہ علاقہ قرار دیا جائے۔ اور ان کی امداد کا معقول بندوبست کیا جائے۔ ۵۔ یہ اجلاس حکومت پاکستان کے دینی مدارس کو سرکاری تحویل میں لینے کے منصوبے کی مذمت کرتا ہے۔

تنظیمی دورے

- جمعیتہ طلباء اسلام صوبہ سندھ کے صدر جناب سید عبدالغفور شاہ صاحب آج کل صوبہ سندھ کا تنظیمی دورہ کر رہے ہیں۔ چنانچہ اس سلسلے میں آپ ۱۵ رمضان المبارک کو حیدر آباد پہنچے اور صوبائی دفتر کا ریکارڈ چیک کرنے کے بعد مقامی شاخ کے ریکارڈ کی پڑتال کی تو درست پانے پر اظہار اطمینان کیا۔ اور کارکنوں کے ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ پُر خلوص جدوجہد ہی کامیابی کی ضمانت ہے۔ اس کے بعد شاہ صاحب بذریعہ سندھ ایکسپریس عازم سکھر ہوئے۔ اور وہاں کارکنوں سے خطاب کیا۔ پھر پیر شریف گئے وہاں سے لاڑکانہ گئے اور وہاں کارکنوں سے تبادلہ خیال کرنے کے بعد ایل، ایم، سی جام شورو گئے۔ اور وہاں میڈیکل کالج کے طلباء سے اور جماعتی کارکنوں سے خطاب کیا۔ اور اس کے بعد حیدر آباد واپسی ہوئی۔

۲۔ جمعیتہ طلباء اسلام صوبہ سندھ کے ناظم نشریات جناب محمد اسلم شیخ نے گذشتہ دنوں سانگھڑ شہر کا تنظیمی دورہ کیا۔ آپ نے وہاں پر بعد از نماز جمعہ جمعیتہ طلباء اسلام کے کارکنوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ جمعیتہ ملک میں اسلامی نظام کا عہد کر چکی ہے۔ اور وہ ملک میں نظام شریعت کا نفاذ کرا کے دم لے گی ازیں بعد آپ کراچی ڈویژن کے دورے پر تشریف لے گئے۔ جہاں پر آپ نے جمعیتہ کے معاونین سے فرداً فرداً ملاقاتیں کیں۔ اور جمعیتہ طلباء اسلام کراچی کی سرگرمیوں کا جائزہ لیا۔ اور کارکنوں کو جماعتی کام تیز تر کرنے کی

ہدایت کی۔

۴ ۔ جمعیۃ طلباء اسلام صوبہ سندھ کے رابطہ سیکرٹری جناب محمد بلال نے ضلع خیرپور کا تفصیلی دورہ کیا۔ جب کہ ضلع کے ناظم عمومی جناب سید کلیم اللہ شاہ بھی اُن کے ہمراہ تھے۔ آپ نے پیر جو گوٹھ پریالو۔ بخشو واہنی، خیرپور، ٹھیری کا دورہ کیا۔ اور کارکنوں سے ملاقاتیں کیں۔ بعد ازیں آپ نے ضلع نواب شاہ کی کئی شاخوں کا دورہ کیا۔ اور ضلع سانگھڑ کا تفصیلی دورہ بھی کیا۔

مقدمات کی بھرمار

حضرت مولانا سعید احمد رائےپوری مدظلہ، جناب رانا شمشاد علی خاں، جناب حافظ طاہر اور دیگر کئی کارکنوں پر حکومت نے مقدمات قائم کر دیئے ہیں۔ تاکہ جمعیۃ طلباء اسلام کی سرگرمیوں کو بند کیا جا سکے۔ مرکزی صدر جناب محمد اسلوب قریشی مرکزی جنرل سیکرٹری سید مطلوب علی زیدی اور صوبائی صدر جناب محمد اشرف عاطف نے حکومت کے اس اقدام کی سخت مذمت کی ہے۔ اور کہا ہے کہ حکومت ان اوچھے ہتھکنڈوں سے جمعیۃ طلباء اسلام کے کارکنوں کو ہراساں نہیں کر سکتی انہوں نے حکومت سے مقدمات واپس لینے کا مطالبہ کیا ہے۔

جناب عبدالمتین چوہدری رہا کر دیئے گئے۔

اے، سی، ڈیرہ اسماعیل خاں نے جناب عبدالمتین چوہدری کو ضمانت پر رہا کر دیا ہے۔

اظہار تعزیت

قلات (بلوچستان) کی ایک عظیم شخصیت جناب قاضی عبدالصمد صاحب داعیٔ اجل کو لبیک کہہ کر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ہم سے جدا ہو گئے ہیں۔ (اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن) وہ مقامی جمعیۃ طلباء اسلام کے سرپرست تھے۔

سرپرست اعلیٰ حضرت مولانا سعید احمد رائےپوری مدظلہ، مرکزی صدر جناب محمد اسلوب قریشی، اور مرکزی ناظم عمومی جناب سید مطلوب علی زیدی نے ان کے سانحۂ ارتحال پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا ہے۔ اور دعا کی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ جگہ نصیب فرمائے۔ اور پسماندگان کو صبرِ جمیل عطا کرے۔ آمین،

ساہیوال

گذشتہ دنوں ساہیوال شہر میں گورنمنٹ کالج اور پولی ٹیکنیکل انسٹی ٹیوٹ کے طلباء کے اعزاز میں ایک افطار پارٹی دی گئی۔

جس میں حضرت مولانا منظور احسن مدظلہ کے خطاب کے علاوہ جناب رانا شمشاد علیخاں اور جناب محمد اشرف عاطف نے بھی خطاب کیا۔

مولانا نے فرمایا کہ نظام شریعت کے نفاذ کے لئے طلباء جمعیۃ طلباء اسلام میں شامل ہو کر ہی عملی جدوجہد کر سکتے ہیں۔ اور ان کی اس جدوجہد کے نتیجے میں پاکستان میں بہت جلد اسلامی انقلاب برپا ہو سکتا ہے

وزیرآباد

گذشتہ دنوں جمعیۃ طلباء اسلام وزیرآباد کا ایک اجلاس ہوا۔ اجلاس سے جناب عبدالحق اور جناب محمد منیر نے خطاب کیا۔

مقررین نے جمعیۃ طلباء اسلام کا کام تیز کرنے پر زور دیا تاکہ باطل نظام کا خاطر خواہ مقابلہ کیا جا سکے۔ اور دینی مدارس کو قومی تحویل میں لینے کے پروگرام کی مذمت کی۔ اور کہا۔ کہ اگر یہ مذموم کوشش کی تو ہم اس کی زبردست مزاحمت کریں گے۔

سکھر

گذشتہ دنوں سکھر میں جمعیۃ طلباء اسلام کا ہفتہ وار اجلاس زیر صدارت حضرت مولانا مفتی محمد مراد صاحب ہوا۔

مولانا نے طلباء سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ انقلابی کارکنوں کو سخت جان، سادہ مزاج اور تکلیف برداشت کرنے والا ہونا چاہیئے۔ اُن کی نگاہ راستے کے کانٹوں میں الجھنے کی بجائے منزل مقصود پر ہونی چاہیئے۔ خیالات بلند ہونے چاہیئیں۔ پہاڑ کی طرح اپنے پروگرام میں پختہ ہونا چاہیئے۔ زمین کی طرح عاجزی اور انکساری ہونی چاہیئے۔ اپنے ذاتی معاملات کے سلسلے میں ہمیشہ درگزر سے کام لینا چاہیئے

اطلاعات و اعلانات

۱۔ صوبہ پنجاب میں جمعیۃ طلباء اسلام کے سلسلے میں تقسیم کار کے لیے جو ڈویژنل سطح پر کمیٹیاں تشکیل دی گئی تھیں۔ (اور ڈویژنل کنوینرز بھی مقرر کئے گئے تھے) صوبائی صدر جناب رانا شمشاد علی خاں نے (جو آج کل بغرض تیاری امتحان تین ماہ کی رخصت پر ہیں) یہ ڈویژنل کمیٹیاں غیر تسلی بخش کارکردگی کی بناء پر توڑ دی ہیں۔

۲۔ قائم مقام صدر صوبہ پنجاب جناب اشرف عاطف نے تمام ضلعی شاخوں کو ہدایت کی ہے۔ کہ وہ صوبائی مجلس شوریٰ کے فیصلے کے مطابق مقرر شدہ رقم جلد از جلد صوبائی خازن جناب عبدالرؤف ربانی کو صوبائی دفتر لاہور کے پتے پر ارسال کر دیں۔

۳۔ جناب حافظ حسین احمد نے بلوچستان کی شاخوں کو ہدایت کی ہے۔ کہ وہ صوبائی دفتر سے درج ذیل پتوں پر رابطہ قائم رکھیں۔

۱۔ حافظ حسین احمد مدرسہ عربیہ مطلع العلوم بروری روڈ کوئٹہ شہر۔ ۲۔ سکندر خان عیسیٰ خیل دفتر جمعیۃ طلباء اسلام۔ میزان مارکیٹ (سیکنڈ فلور) کوئٹہ شہر

شہر شہر سے

قمر ھاشمی

یک روزہ تربیتی کنونشن

ماہ اگست میں جمعیۃ علماء اسلام ضلع لائلپور کا یک روزہ تربیتی کنونشن منعقد ہوا تھا، مرسلہ رپورٹ ڈاک خانہ والوں کی عنایات کا شکار ہو گئی۔ لائلپور کے احباب نے دوبارہ رپورٹ ارسال کی ہے جو نذر قارئین ہے“

تربیتی کنونشن کا آغاز تقریباً دس بجے محترم قاری محمد زبیر حقانی کی تلاوت سے ہوا۔ صدارت کے فرائض امیر ضلع مولانا محمد عمر صاحب لدھیانوی نے انجام دیئے۔ ضلعی جنرل سیکرٹری مولانا محمد اختر صدیقی نے ضلعی جمعیۃ کی گزشتہ کارکردگی اور سرگرمیوں پر مشتمل مختصر رپورٹ پیش کی۔

ازاں بعد صدر اجلاس مولانا محمد عمر صاحب لدھیانوی نے جماعتی کام کو آگے بڑھانے پر زور دیا۔ اور جماعت کی پالیسی و اہمیت پر گفتگو کی۔ امیر ضلع کی تقریر کے بعد حضرت مولانا سید نیاز احمد شاہ گیلانی ناظم عمومی جمعیۃ علماء اسلام پنجاب نے خطاب فرمایا۔ شاہ صاحب نے جماعتی کارکنوں کو اپنے عظیم اسلاف کے نقش قدم پر چلنے کی ہدایت فرمائی۔ آپ نے کارکنوں پر زور دیا کہ وہ اتحاد و اتفاق سے کام کریں اور ملک میں اسلام کے عادلانہ نظام کے نفاذ کے لیے بھرپور جدوجہد کریں۔

مولانا محمد رمضان صاحب ناظم جمعیۃ پنجاب، مرکزی ناظم انتخابات قاری نور الحق قریشی، انصار الاسلام پنجاب کے سالار خواجہ عبدالرؤف صاحب نے کنونشن کی مختلف نشستوں میں خطاب کیا۔ انہوں نے تفصیل سے بیان کیا کہ جمعیۃ علماء اسلام کی جدوجہد کا مقصد شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے پروگرام کی تکمیل کے لیے کوشاں ہونا ہے۔

خواجہ عبدالرؤف صاحب نے رضاکاروں کی تنظیم انصار الاسلام کو پہلے سے زیادہ فعال بنانے کی ضرورت کا احساس دلایا۔

جناب قاری نور الحق صاحب نے جماعتی پالیسیوں کے بارے میں کارکنوں کے سوالات کے جوابات دیئے۔

دفتر کا افتتاح اور پرچم کشائی

بعد العصر جمعیۃ کے صوبائی اور ضلعی راہنما بہت سے کارکنوں کی معیت میں حلقہ غلام محمد آباد پہنچے جہاں راہنماؤں کا پرجوش استقبال کیا گیا۔ افتتاحی تقریب کا آغاز تلاوتِ قرآن حکیم سے کیا گیا۔ صدر مقامی جمعیۃ کے امیر حاجی محمد شفیع تھے۔ مقررین اور عوام میں رابطے کی ذمہ داری جناب عبدالرشید انصاری کے سپرد تھی۔ حضرت مولانا عبدالعلیم جالندھری نے اکابرین کی تشریف آوری پر حلقہ کے کارکنوں کی طرف سے شکریہ ادا کیا۔ تمام راہنماؤں نے حلقہ غلام محمد آباد کے کارکنوں کے جوش و خروش اور جماعتی کارکردگی کی تعریف کی۔

یہ منظر قابل نظارہ تھا جب حضرت سید نیاز احمد شاہ صاحب نے علاقائی دفتر کا افتتاح کرتے ہوئے سفید اور سیاہ دھاریوں والا بنوٹی پرچم فضا میں لہرایا۔ اس موقع پر فضا نعرہ ہائے تکبیر کے زمزموں سے گونج اٹھی۔

اس روز بعد نمازِ عشاء، جامع مسجد النوری میں عظیم الشان جلسہ ہوا۔ تلاوت قاری محمد الیاس صاحب نے کی اور صدارت امیر شہر جناب خواجہ اکرم بٹ صاحب نے فرمائی۔ اسٹیج کی ذمہ داری ضلع کی جانی پہچانی شخصیت مولانا محمد اختر صدیقی کے سپرد تھی۔ صوفی محمد عتیق نے نظم پڑھی اور جناب سید امین گیلانی نے مجمع کو گرمایا۔

حضرت سید نیاز احمد شاہ گیلانی، مولانا محمد رمضان صاحب اور جناب قاری نور الحق صاحب نے مسائل حاضرہ پر خطاب فرمایا۔

جمعیۃ طلباء اسلام ضلع لائلپور کے صدر محمد مقصود ارائیں نے بھی تقریر کی۔ جلسہ کا اختتام نہایت خوبی و کامیابی سے دعا پر ہوا۔

قراردادیں

- مولانا محمد اختر صدیقی نے حسب ذیل قراردیں پیش کیں۔

(۱) جمعیۃ علماء اسلام ضلع لائلپور کا یہ عظیم الشان کنونشن ملک بھر میں تحریر و تقریر کی آزادی کو دفعہ ۱۴۴ کے ذریعہ دبانے کی جمہوریت کش پالیسی کی شدید مذمت کرتا ہے۔

(۲) یہ اجلاس ملک بھر میں بڑھتی ہوئی غنڈہ گردی، فحاشی اور کمر توڑ مہنگائی

بے روزگاری پر سخت تشویش کا اظہار کرتا ہے

(۳) یہ اجلاس اس امر پر سخت افسوس کا اظہار کرتا ہے کہ ملک بھر میں جمعیۃ علماء اسلام کے راہنماؤں اور کارکنوں کی گرفتاریاں اور بلاجواز مقدمات قائم کر دیئے گئے ہیں اجلاس حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ جمعیۃ علماء اسلام کے راہنماؤں و کارکنوں سمیت تمام سیاسی راہنماؤں کو رہا کیا جائے اور دائر شدہ مقدمات فی الفور واپس لیے جائیں۔

(۴) یہ اجلاس دینی مدارس کو سرکاری تحویل میں لے کر ختم کرنے کے ناپاک منصوبہ کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ اور اسکو مداخلت فی الدین سمجھتے ہوئے متنبہ کرتا ہے کہ حکومت اپنے اس مذموم ارادے سے باز آئے۔

(۵) گرانی کے اس ہولناک دور میں پارچہ بانی کے بحران نے عوام کی زندگی اجیرن کر دی ہے جب کہ لائلپور شہر کی نصف آبادی پاور لومز کی صنعت سے متعلق ہے۔ یہ صنعت گورنمنٹ کی غلط پالیسیوں کے باعث تاریخ کے بدترین بحران سے دوچار ہے۔ لہذا یہ اجلاس مطالبہ کرتا ہے کہ حکومت روئی اور سوت کی برآمد روک کر بیرون ملک کپڑے کی منڈیاں تلاش کرکے اس پارچہ بانی کے بحران پر فوراً قابو پائے۔

جمعیۃ علماء اسلام بلوچستان

کوئٹہ ۴ اکتوبر ۷۵ء صوبائی جمعیۃ علماء اسلام بلوچستان کے کارکنوں کا خاص اجلاس مورخہ ۴ اکتوبر ۷۵ء بروز ہفتہ بوقت ۱ بجے دن صوبائی دفتر جمعیۃ علماء اسلام بلوچستان، مارکیٹ کوئٹہ میں زیر صدارت حضرت مولانا عبداللہ صاحب درخواستی امیر جمعیۃ علماء اسلام پاکستان منعقد ہوا۔ کارکنوں سے خطاب کرتے ہوئے حضرت مولانا درخواستی صاحب نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ جماعت پر ہیں۔ اس موقع پر آپ نے رکن سازی کے کام کو تیز کرنے کی ہدایت فرمائی۔ اخلاص اور خوف خدا کو جماعتی کاموں کے لیے لازمی شرائط بتلائیں۔ اور کل پاکستان نظام شریعت کنونشن منعقدہ ۲۵، ۲۶ اکتوبر ۷۵ء بمقام گوجرانوالہ میں زیادہ سے زیادہ تعداد میں شرکت کی تلقین فرمائی۔ محمد زمان خان اچکزئی جنرل سیکرٹری جمعیۃ علماء بلوچستان نے رکن سازی اور نظام شریعت کنونشن کے سلسلہ میں بلوچستان بھر کے لیے ہدایات جاری کیں۔

جمعیۃ علماء اسلام ضلع جہلم

جمعیۃ علماء اسلام ضلع جہلم کے ناظم انتخابات و نشریات مفتی رشید احمد ارشد نے ضلع میں جمعیۃ کی سرگرمیوں کو فعال بنانے کے لیے بھرپور دورے اور ملاقاتیں شروع کر دی ہیں۔

اب تک چونترہ، جادہ، دینہ، کالا گوجراں جکہ، لپوال، کوٹلی، سرائے عالمگیر کے مقامات جلسے اور خصوصی اجلاس سے ضلعی ناظم انتخابات و نشریات خطاب کر چکے ہیں۔ آئندہ بہت جلد ضلع میں تفصیلی دورہ شروع کر رہے ہیں ضلع میں رکنیت سازی، انتخابات اور نظام شریعت کارواں کے سلسلہ میں بھرپور مہم شروع کر دی گئی ہے۔

نظماء انتخابات کا اہم اجلاس

جمعیۃ علماء اسلام کے مرکزی ناظم انتخابات جناب قاری نور الحق قریشی ایڈووکیٹ نے نظام شریعت کنونشن کے موقع پر صوبائی و ضلعی نظماء انتخابات کا ایک اہم اجلاس ۲۶ اکتوبر بروز اتوار بعد نماز فجر مدرسہ انوار العلوم گوجرانوالہ میں طلب کیا ہے۔ جس میں رکن سازی سے متعلق اہم امور پر غور و خوض ہوگا۔ قاری صاحب نے تمام نظماء انتخابات کو ہدایت کی ہے کہ وہ اس موقع پر:

- ○ رکن سازی کی مہم کی رپورٹ
- ○ رکن سازی کی کاپیوں کی پیشگی رقوم اور
- ○ رکن سازی سے حاصل شدہ رقوم ہمراہ لائیں اور:
- ○ رکن سازی سے رکاوٹیں اور ان کو دور کرنے کے بارے میں تجاویز۔
- ○ آئندہ پروگرام اور رکن سازی کو تیز تر کرنے کے بارے میں اقدامات

اور دیگر متعلقہ امور کے بارے میں اپنی قیمتی تجاویز و آراء پیش فرمائیں گے۔ اس اجلاس کے لیے الگ دعوت نامے جاری نہیں کیے گئے۔ تمام نظماء انتخابات اسی اعلان کو دعوت نامہ تصور کرتے ہوئے اجلاس میں شرکت فرمائیں۔

(منجانب مرکزی دفتر)

مرکزی نشر و اشاعت

مرکزی نشر و اشاعت کمیٹی کا اجلاس نظام شریعت کنونشن کے موقع پر ۲۵ اکتوبر بروز ہفتہ بعد نماز فجر مدرسہ انوار العلوم گوجرانوالہ میں ہوگا۔ جس میں گزشتہ کارکردگی کا جائزہ لینے کے بعد آئندہ پروگرام طے کیا جائے گا۔

مولانا شاہ محمد ترابی کی نظر بندی ختم کی جائے

ڈیرہ غازیخان کی تمام سیاسی اور مذہبی جماعتوں نے مشترکہ طور پر جمعیۃ علماء اسلام کے راہنما مولانا شاہ محمد خان ترابی کی بلاجواز نظر بندی پر سخت احتجاج کیا ہے۔ انہوں نے مطالبہ کیا ہے کہ شاہ محمد ترابی کے نظر بندی کے احکام فی الفور واپس لیے جائیں۔ مطالبہ میں کہا گیا ہے کہ اگر شاہ محمد ترابی پر کوئی قابل اعتراض تقریر کرنے کا الزام ہے تو ان پر کھلی عدالت میں مقدمہ چلایا جائے۔

بقیہ: اداریہ

عام لوگوں کے لیے جو چیز سب سے زیادہ تعجب خیز بنی ہوئی ہے وہ مرکزی و صوبائی وزراء کے طائفے کی وہ "تاناری" رہی ہے جو وہ اپنے پرانے رفیق و جلیس غلام مصطفےٰ کھر کے دور اقتدار پہ کر رہے ہیں۔

ہم ببانگ دہل کہتے ہیں کہ مسٹر کھر نے پنجاب میں اپنی وزارت علیہ و گورنری کے دوران سیاسی رہنماؤں، سماجی کارکنوں، علماء اور طلباء پر وہ مظالم کیے جن سے انکار نہیں کیا جا سکتا اور نا ہی وہ ابھی تک عوام کے حافظے سے اترے ہیں۔

لیکن کیا پیپلز پارٹی کے زعما یہ بتانے کی زحمت گوارا کریں گے کہ اس وقت مسٹر کھر کس پارٹی سے تعلق رکھتے تھے؟ کیا وہ جمعیتہ علماء اسلام کے رکن تھے؟ یا ان کا تعلق نیشنل عوامی پارٹی سے تھا؟ اگر ایسا نہیں تھا اور وہ اس وقت پیپلز پارٹی کے نہ صرف رکن، بلکہ قائدِ عوام کے لے پالک اور جانشین کے مقام بلند پر فائز تھے تو ان کے مظالم کا سہرا کس کے سر ہے؟ کیا اس وقت جس پنجاب میں یہ مظالم ہو رہے تھے پیپلز پارٹی کے کسی رجل رشید نے مسٹر کھر کو کم از کم مظالم ختم نہ سہی کم کرنے کی طرف ادنیٰ سی توجہ دلائی بھی؟ اگر ایسا نہیں ہوا اور یقیناً نہیں تو آج یہ "ٹھیکدارِ قوم" کس منہ سے اپنے آپ اور اپنے قائد کو بری الذمہ قرار دے سکتے ہیں؟

کس منہ سے اپنے آپ کو کہتا ہے عشق باز
اے رُوسیاہ! تجھ سے تو یہ بھی نہ ہو سکا

ہم بلا خوف و خطر کہتے ہیں مسٹر کھر کے دور میں ہونے والے بے پناہ مظالم اور بدعنوانیاں جس طرح جناب کھر کے گلے کی مالا بنے ہوئے ہیں بالکل اسی طرح جناب بھٹو کے ماتھے کا جھومر بھی ہیں۔

پیپلز پارٹی کا کوئی فرد اگر ان بدعنوانیوں سے اپنے آپ کو بری قرار دیتا ہے تو وہ نہ صرف یہ کہ کذب بیانی کا مرتکب ہو رہا ہے، بلکہ شب دیجور کو روزِ روشن کہنے کی جسارت کر رہا ہے۔

ایک مدرس کی ضرورت

دارالعلوم مدنیہ رجسٹرڈ واقع ڈسکہ کلاں ضلع سیالکوٹ کو ایک ایسے لائق مدرس کی ضرورت جو کتب عالیہ، کتب موقوف علیہ اور دورۂ حدیث پڑھا سکے تنخواہ حسب لیاقت دی جائے گی۔ مہتمم دارالعلوم مدنیہ رجسٹرڈ حضرت مولانا فیروز خان صاحب۔ ناظم حافظ بشیر احمد صاحب

ماہنامہ "تبصرہ" لاہور کا
جمعیتہ علماء اسلام نمبر

جو جمعیۃ علماء اسلام کے کنونشن منعقدہ ۱۸، ۱۹، اکتوبر کے موقع پر شائع ہو رہا ہے ___ ۱۰۰ صفحات کے اس خوبصورت، جاذبِ نظر اور تاریخی حقائق سے بھرپور نمبر قیمت صرف -/۳ روپے۔

مکتبہ تبصرہ ۴/۷ گلشن کالونی شادباغ لاہور

انتظار کی گھڑیاں ختم ہو گئیں!

رسوائے زمانہ کتاب زلزلہ اور تبلیغی جماعت
کا دندان شکن جواب؛

"سیف حقانی"

ابوالناصر علامہ محمد عمر قریشی مدظلہ کے قلم سے چھپ کر تیار ہے سفید کاغذ، عمدہ کتابت طباعت رنگین کور مجلد ۹ روپے رقم پیشگی، ڈاک خرچ معاف۔ وی پی کے لیے مجبور نہ کریں

توحیدی کتب خانہ
مدرسہ تعلیم الفرقان چاکیواڑہ کراچی ۲

طلباء کیلئے خوشخبری

امسال شوال ۱۳۹۵ھ میں مدرسہ جامعہ دارالفیوض کندہ کوٹ ضلع جیکب آباد سندھ میں دورۂ حدیث کا انتظام کیا گیا ہے جو کہ شیخ الحدیث حضرت العلام مولانا تاج محمد صاحب مدنی پڑھائیں گے۔ داخلہ ۵ شوال سے شروع ہے۔ درخواست جلد ارسال کریں ___ از جانب:۔

مولانا عمر الدین نائب مہتمم مدرسہ جامع دارالفیوض کندہ کوٹ
ضلع جیکب آباد سندھ

اعلانِ داخلہ

دارالعلوم دینیہ انجمن حمایت اسلام لاہور میں تجوید و قرات کی کلاسوں میں داخلہ ۱۲ ش سے شروع ہے۔ قاری حافظ کلاس کے امیدوار کے لیے حافظ قرآن اور میٹرک ہونا ضروری ہے۔ نصاب دو سال ہے۔ قاری، عالم کلاس کے امیدوار کے لیے درس نظامی کا مستند ہونا ضروری ہے۔ نصاب ایک سال ہے۔ طلباء کو قیام و طعام کے علاوہ بیس روپے ماہوار وظیفہ بھی دیا جاتا ہے۔ پراسپکٹس اور فارم داخلہ حاصل کرنے کے لیے درج ذیل پتہ پر رجوع کریں: ___ قاری احمد میاں تھانوی پرنسپل دارالعلوم دینیہ ۱۱۹ ملتان روڈ ___ لاہور

لڑکیوں کا تجوید و قرات کی کلاس میں داخلہ شروع ہے

دارالعلوم دینیہ انجمن حمایت اسلام لاہور کے شعبہ خواتین میں تجوید و قرأت کی کلاس میں داخلہ ۱۲ ش سے شروع ہے۔ قاریہ کلاس میں لڑکیوں کو تجوید و قراءت کے ساتھ ساتھ ترجمہ قرآن مجید، حدیث نبوی ﷺ، تفسیر، تاریخ اسلام، فقہ وغیرہ کی تعلیم دی جاتی ہے تاکہ وہ کالجوں اور سکولوں میں قرآن حکیم تجوید و قراءت کے ساتھ پڑھا سکیں۔ نصاب دو سال ہے۔ امیدوار میٹرک اور روانی کے ساتھ قرآن مجید پڑھ سکتی ہو۔ طالبات کو قیام و طعام اور درسی کتب کے علاوہ بیس روپے ماہوار وظیفہ دیا جاتا ہے۔ فارم داخلہ اور پراسپکٹس درج ذیل پتہ سے حاصل کریں:

صدر قادریہ دارالعلوم دینیہ (زنانہ دارالشفقت) راج گڑھ روڈ ___ لاہور

فون: ۶۷۷۱۵ | ہفت روزہ ترجمانِ اسلام لاہور | رجسٹرڈ ایل نمبر: ۷۱۳۲

ہمارا نصب العین

خدا کی زمین پر خدا کا نظام

جمعیۃ علماء اسلام

کے زیر اہتمام

کل پاکستان

نظام شریعۃ کنونشن

رومحمد آرٹ گوجرانوالہ

۱۹-۲۰
شوال ۱۳۹۵ھ
مطابق
۲۵-۲۶
اکتوبر ۱۹۷۵ء
بروز ہفتہ، اتوار
بمقام
گوجرانوالہ

منعقد ہو رہا ہے جس میں ملک بھر سے ہزاروں علماء کرام، وکلاء، طلباء، مزدور، کسان، تاجر، صنعت کار اور دیگر طبقوں سے تعلق رکھنے والے عوام شریک ہو کر ملک میں اسلام کے عادلانہ سیاسی، اقتصادی، قانونی و معاشرتی نظام کے نفاذ کی جدوجہد کے لیے تجدید عہد کریں گے:

تفصیلی پروگرام کا اعلان جلد کر دیا جائیگا۔ ان شاء اللہ

مولانا عبید اللہ انور صدر ○ **مولانا مفتی عبد الواحد** ناظم اعلیٰ

و دیگر اراکینِ مجلسِ استقبالیہ نظام شریعۃ کنونشن کل پاکستان

مزید معلومات کے لیے: فون - ۶۷۷۱۵ - ۶۷۵۴۵ لاہور اور ۳۷۳۸ - ۴۵۵۵ گوجرانوالہ سے رابطہ قائم کریں۔